امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 64/74

مورخہ ۱۴؍رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۵؍مارچ ۲۰۲۴ء روز سوموار

شمارہ نمبر 13

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل، حکایات اھل دل
- خواتین کی دو بنیادی ذمہ داریاں
- مروجہ شادیوں میں غیر اسلامی طریقے
- بہار میں معیاری اسکولی تعلیم
- سچی خوشی کسی کو خوشی دینے میں ملتی ہے
- برصغیر ہندو پاک میں غلام......
- اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، طب وصحت

تبرکات

رمضان-روحانی واخلاقی تربیت کا مہینہ

حضرت مولانا سید نظام الدین صاحبؒ امیر شریعت سادس بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ

سال کے بارہ مہینوں میں رمضان کی خاص فضیلت ہے، یہ مہینہ پورے عالم اسلام کے لئے موسم بہار ہے۔ رمضان کا چاند نظر آتے ہی گھروں اور بازاروں کی رونق بڑھ جاتی ہے مسجدیں نمازیوں سے بھر جاتی ہیں دلوں کی زمین نرم پڑ جاتی ہے اور اعمال خیر کے پودے لہلہا اٹھتے ہیں، ہر مسلمان نیک کام کی طرف دوڑتا ہے اور گناہ و بری باتوں سے بچنا چاہتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی روایت ہے کہ شعبان کا چاند نظر آتے ہی آنحضور صلی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی تیاری شروع فرما دیتے تھے نفل نمازوں اور نفلی روزوں کی کثرت ہو جاتی، اہل حاجت کی مدد کے لئے کمر بستہ ہو جاتے تھے تاکہ سب کو روزہ رکھنے میں آسانی ہو۔

شعبان کے آخر میں آپ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! تم پر ایک ایسا مہینہ سایہ ڈالنے والا ہے جس کا پہلا عشرہ رحمت ہے، دوسرا عشرہ مغفرت ہے اور تیسرا عشرہ عذاب دوزخ سے نجات کا زمانہ ہے۔ جو بندہ اللہ کی طرف متوجہ رہتا ہے، اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے اللہ اس کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ کوئی بندہ اپنی حاجت اللہ کے سامنے رکھتا ہے روزی، اولاد اور صحت مانگتا ہے اللہ تعالی اپنے فضل سے اس کی دعا قبول کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس مہینہ میں نفل عبادت کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر گنا بڑھ کر ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ غم خواری کا مہینہ ہے جو روزہ داروں کو افطار کرائے گا ان کو روزہ کے برابر ثواب ملے گا ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ ماہ رمضان میں جو شخص اپنے اہل وعیال پر روزی کو کشادہ کرے گا اللہ سال بھر اس کے رزق میں برکت دیں گے اور جو اپنے خادموں اور ملازمین کے کاموں کا بوجھ کم کر دے گا اللہ قیامت کے دن اس کا بوجھ ہلکا کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ روزہ صبر ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ اور قرآن بندہ کی شفاعت کریں گے اور مشہور حدیث بھی آپ نے سنا ہوگا کہ حق تعالی فرماتے ہیں روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں جس قدر چاہتا ہوں اس کا بدلہ دیتا ہوں۔

غرض یہ ہے کہ یہ اللہ کو راضی کرنے کا مہینہ ہے اور ایک مہینہ کی روحانی واخلاقی تربیت کا زمانہ ہے، عبادات کی پابندی معاملات کی صفائی اخلاق میں بہتری اور معاشرتی زندگی میں کتاب وسنت کی پیروی غلط رسم ورواج سے مکمل پرہیز اس کی مشق ضروری ہے۔

رمضان کو صحیح طور پر گزارنے کے لئے نظام الاوقات بنا لینا چاہئے، نمازوں کی پابندی سب سے اول ہے، مرد جماعت کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھیں اور عورتیں بھی وقت کی پابندی کے ساتھ گھر میں نماز ادا کریں، اس مہینہ میں خاص طور پر یہ کوشش کی جائے کہ گھر میں سات سال کے بچے سے لے کر ستر سال کے بوڑھے تک نماز کے پابند ہوں اسی طرح تلاوت قرآن کی پابندی کی جائے اور تعلیم یافتہ مرد عورتیں کم سے کم دس بیس آیتیں معنی اور مطلب کے ساتھ پڑھیں تاکہ ان کو معلوم ہو کہ یہ کیسی عظیم الشان کتاب ہے، جس کے ذریعہ دنیا میں زبردست روحانی اور اخلاقی انقلاب آیا اور یہ کتاب آج بھی اسی حالت میں موجود ہے، جیسا کہ چودہ سو سال پہلے نازل ہوئی تھی۔ ماہ رمضان کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ اس میں قرآن کا نزول ہو، جو ساری دنیا کے انسانوں کے لئے ہدایت ہے اور سارے عالم کے لئے نصیحت ہے، یہ قیامت تک رہنے والی کتاب ہے اور اللہ تعالی کا بہت بڑا فضل وکرم یہ ہے کہ یہ کتاب اپنے ایسے محبوب پیغمبر پر نازل فرمایا جو خاتم النبیین ہیں اور رحمت للعالمین ہیں۔ ان کی اتباع کامل کو اپنی محبت کا ذریعہ بنایا اور ہم سے فرمایا کہ تمہارے لئے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ عمل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے ہر ایک حکم کو سنایا اور اس پر عمل کر کے دکھلایا اور اپنے تیئس (۲۳) سالہ عہد نبوت میں سوا لاکھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایسی جماعت کو تیار کر دیا جس نے پوری دنیا میں کتاب وسنت کو پھیلایا ایمان ویقین اور امن وانصاف سے دنیا کو بھر دیا علم واخلاق سے وحشی انسانوں کی زندگی کو سنوار دیا۔ اس مہینہ میں خاص طور سے قرآن کی تلاوت اور اس کے معنی ومفہوم کا مطالعہ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کو پڑھنا اور یاد کرنا لازم قرار دیا جائے اگر ہر مسلم گھرانے میں ایسا اہتمام کیا جائے تو صالح انسانی معاشرہ وجود میں آ سکتا ہے جس کی آج دنیا کو ضرورت ہے۔

روزہ صرف کھانے پینے سے رک جانے کا ہی نام نہیں ہے۔ زبان کو جھوٹ غیبت اور بدزبانی سے روکنا بھی روزہ ہے، دل کو حسد وکینہ اور بدگمانی سے پاک رکھنا بھی روزہ ہے، قرآن پاک میں روزہ کی فرضیت کا مقصد تقویٰ کہا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر وقت اللہ کی نافرمانی سے دل ڈرتا رہے۔ ایک روزہ دار اپنے گھر کا حلال و پاک کھانا پینا اللہ کے حکم سے چھوڑ دیتا ہے تو پھر جن چیزوں کو خدا نے حرام کیا ہے اس کے نزدیک کیسے جا سکتا ہے، یہ بات دل میں جم جائے تو سمجھئے کہ روزہ اور رمضان کی حقیقت سمجھ میں آ گئی، یہ نزول قرآن کا مہینہ ہے اس میں ہر گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہے اور مساجد میں تراویح کا اہتمام کیا جاتا ہے، مگر خیال رہے کہ قرآن پاک کو صحیح الفاظ کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا ضروری ہے، تراویح میں بھی جلد بازی نہ کی جائے، تراویح میں قرآن پاک کی ایسی صاف اور واضح تلاوت کی جائے کہ مقتدی سمجھے کہ قرآن ہمارے سامنے ہے اور ہم پڑھ رہے ہیں، یہ بھی یاد رکھئے کہ پورا قرآن ختم تک سننا الگ سنت ہے اور پورے مہینہ کی تراویح علاحدہ سنت ہے۔ دیکھا جاتا ہے کہ مسجدوں میں ختم قرآن کے بعد نمازیوں کی کمی ہو جاتی ہے، حالانکہ تراویح کی نماز سنت موکدہ ہے۔ ختم قرآن بعد بھی تراویح پورے مہینہ تک پابندی سے پڑھنا چاہئے۔

بعض مقامات پر کچھ لوگ اذان گاہ کے مائک پر نماز، تراویح اور جمعہ کا خطبہ دیتے ہیں میرا خیال ہے کہ اذان گاہ کا مائک صرف اذان کے لئے استعمال ہونا چاہئے۔ نماز، تراویح اور جمعہ کا خطبہ مسجد کے اندرونی مائک پر پڑھا جائے۔ اس میں بڑی مصلحت ہے اور ثواب بھی زیادہ ہے، اس مہینہ میں انفاق فی سبیل اللہ، یعنی اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کا بھی بہت ثواب ہے جن لوگوں پر زکوۃ فرض ہے وہ حساب کر کے اپنے مال کی زکوۃ نکالیں اور ضرورت مندوں تک پہنچا دیں عام سائلین کو بھی محروم نہ کریں۔ مدارس اسلامیہ، یتیم خانوں کی مدد کریں اور خاص کر اپنے غریب رشتہ داروں دوستوں اور پڑوسیوں کا خیال رکھیں، خاص کر ایسے لوگوں کو ضرور دیں جو شرم کی وجہ سے مانگتے نہیں ہیں۔

قرآن پاک میں رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی کا بار بار حکم دیا گیا ہے اس کا خیال رکھنا چاہئے۔ ایسے لوگ جن کے بارے میں گمان ہو کہ زکوۃ وخیرات کے نام سے قبول نہ کریں گے، حالانکہ وہ تنگی کی حالت میں ہیں تو ایسے لوگوں کو زکوۃ کہہ کر دینا ضروری نہیں ہے، ہدیہ کے نام سے دے سکتے ہیں اور قرض حسنہ کہہ کر دے سکتے ہیں جس کو واپس لینے کی نیت نہ ہو اور جن پر زکوۃ واجب نہیں ہے وہ بطور صدقہ اپنے مال کا کچھ حصہ آخرت کے خزانے میں جمع کریں اور ضرورت مندوں کی مدد کریں۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سخاوت کو سامنے رکھا جائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رمضان کے آخر عشرہ میں آپ کی سخاوت اتنی بڑھ جاتی تھی کہ آپ کی ہتھیلیوں پر مال ٹھہرتا نہیں تھا ادھر آتا اور ادھر خرچ ہو جاتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم برابر فرماتے تھے کہ میں تو تقسیم کرنے والا ہوں اللہ دینے والا ہے۔ پس ہر مومن اور مسلمان یہ سمجھ لیں، بلکہ ہر انسان یہ سمجھ لے کہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں میں ان بندوں کا حق ہے جو اس نعمت سے محروم ہیں تو اس سے انسان کی ہمدردی اور اللہ تعالی نے جن وانس پر سبقت دے کر انسان کو پیدا کیا ہے اس کی حقیقت سمجھ میں آئے گی۔ مثلا ہم کو سمجھنا چاہئے کہ اگر کوئی اندھا ہے تو میری آنکھ کی بینائی میں اس کا حصہ ہے کہ وہ اگر راستہ سے بھٹک جائے تو اس کی لاٹھی پکڑ کر اس کو سہارا دینا ضروری ہے۔ اسی طرح ہماری صحت میں بیماروں کا حصہ ہے کہ ان کی عیادت کرنی چاہئے اور ان کے دوا و علاج کا انتظام کرنا چاہئے۔ جو جاہل رہ گئے ہیں یا جہالت کی تاریکی میں بھٹک رہے ہیں اور اللہ نے ہم کو علم دیا تو ہم پر ان کا حق ہے کہ ہم ان کو جہالت کی تاریکی سے علم کی روشنی میں لے آئیں۔

اسی طرح اگر اللہ تعالی نے ہم کو مال دیا ہے تو میرے مال میں غریبوں کا حصہ ہے کہ اگر وہ بھوکے ہیں تو ان کو کھانا کھلائیں اگر ان کے بدن پر کپڑا نہیں ہے تو ان کو کپڑا مہیا کرائیں، بیمار ہیں اور غربت کی وجہ سے علاج نہیں کرا سکتے ہیں تو ہم ان کے علاج ودوا میں مدد کریں غریب لڑکیاں بن بیاہی بیٹھی ہیں ہم کو اللہ تعالی نے مال دیا ہے تو ان کی شادی کرانے میں خرچ کرنا چاہئے اسی طرح اور بھی نعمتوں کو قیاس کیا جا سکتا ہے، مگر یہ خیال رہے کہ ہم اپنے بھائیوں کی مدد اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لئے کریں، کبھی احسان نہ جتائیں اور برا بھلا کہہ کر کسی کا دل نہ دکھائیں، قرآن پاک میں بار بار اللہ کی طرف سے ہدایت ہے کہ اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور دل دکھا کر ضائع نہ کرو۔ اگر کسی کی مدد نہیں کر سکتے ہیں، تو بھلے طور پر بات کر کے اس کو رخصت کرنا اس بات سے اچھا ہے کہ ہم اس کی کچھ مدد کریں اور ساتھ ہی دل دکھانے والی بات بھی کریں اس سے مانگنے والا ذلت ورسوائی محسوس کرتا ہے جو اللہ کو سخت ناپسند ہے، یہ بات جب ہمارے عام مسلمانوں میں پائی جائے گی تو اسلام اس حسن اخلاق اور ہمدردی کے جذبہ سے دنیا میں پھیلے گا۔ ہم نے ملکوں سے پہلے دلوں کو فتح کیا ہے۔ اس لئے رمضان کے مبارک لمحات میں ہمیں اپنے اعمال واخلاق کا محاسبہ کرنا چاہئے کہ واقعی ہم قرآن وسنت کی تعلیمات کا حق ادا کر رہے ہیں یا نہیں؟ (بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

شب قدر، سلامتی والی رات

''بے شک ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں نازل کیا اور آپ کو معلوم ہے کہ لیلۃ القدر کیا ہے، لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس رات میں فرشتے اور جبرئیل روح الامین اپنے رب کے حکم سے ہر حکم لے کر اترتے ہیں، وہ رات سلامتی والی رات ہوتی ہے طلوع فجر تک'' (سورۃ القدر)

مطلب: رمضان المبارک کا پورا مہینہ خیر و برکت والا مہینہ ہے، لیکن اس کے پورے آخری عشرہ کی بڑی فضیلت ہے، شب قدر بڑی برکت والی رات ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی عظمت واہمیت کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ہم نے قرآن کو ایک باعزت اور خیر و برکت والی رات میں نازل کیا ہے، جس کو شب قدر کہتے ہیں، اس رات میں سال بھر کی آنے والی باتیں عالم بالا میں مقدر و معین کی جاتی ہیں اور ہر ایک کام پر فرشتے متعین کردیئے جاتے ہیں، نیز اس رات عالم بالا کی روحانیت اس قدر زمین پر اترتی ہے کہ گویا زمین میں تنگی ہوجاتی ہے اس لئے اس رات کی قدر کرنی چاہئے کہ اس رات فرشتے اور جبرئیل اپنے رب کے حکم سے آسمان سے زمین پر اترتے ہیں، اس رات کے بارے میں جمہور علماء کا قول ہے کہ یہ رات رمضان المبارک کے آخیر عشرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی رات ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو (مشکوۃ) اس رات ہر مومن بندہ کو کثرت سے ذکر وتلاوت، عبادت وریاضت کرنا چاہئے، حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے، جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا گویا ساری ہی خیر سے محروم رہ گیا، زندگی کا کیا بھروسہ کہ آئندہ سال اس کی توفیق ملے، یا نہ ملے، اس لئے اس رات کی قدر کیجئے، رمضان کے اس آخری عشرہ کی قیمتی راتوں سے فائدہ اٹھایئے، کیا معلوم آئندہ اس کا موقع ملے یا نہیں، حدیث میں آتا ہے کہ جب ماہ رمضان کے آخری دس دن شروع ہوجاتے تو حضور کمر کس لیتے تھے اور رات رات بھر عبادت میں مصروف رہتے، گھر کے لوگوں اور خویش واقارب کو بھی جگاتے تھے، تاکہ وہ بھی اللہ کی یاد سے اپنے دلوں کو منور کریں، عبادت، ذکر وتلاوت اور اللہ کی خوشنودی کی خاطر مسجد کے کسی گوشہ تنہائی میں بیٹھ جاتے، جس کو اعتکاف کہتے ہیں اور وہاں اپنے دل کو اللہ کے ساتھ وابستہ کر لیتے، علامہ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ اعتکاف کی روح ہے دل کا اللہ کی طرف متوجہ ہوجانا اور مخلوقات سے الگ ہوکر صرف ایک خدا کی یاد میں مشغول ومنہمک ہوجانا، اسی کی سوچ وفکر، یہی تذکرے اسی کی بات چیت یہاں تک کہ انسان کے دل ودماغ پر خدا ہی کا تصور چھا جائے اور اسی کی یاد دل میں سما جائے اور بجائے مخلوق کے خالق ہی سے دل لگنے لگے، آپ بھی اعتکاف کا اہتمام کیجئے، تاکہ شب قدر کی خیر و برکت سے بہرور ہوسکیں، اللہ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے۔

صدقہ وخیرات کرتے رہئے

''حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے مسلمان مالداروں پر ان کے مال میں اتنا حق (یعنی زکوۃ) فرض کیا ہے، جو ان کے غریبوں کو کافی ہوجائے اور غریبوں کو بھوکے ننگے ہونے کی جب بھی تکلیف ہوتی ہے مالداروں ہی کی اس کرتوت کی بدولت ہوتی ہے کہ زکوۃ نہیں دیتے، یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ان سے سخت حساب لینے والا اور ان کو دردناک عذاب دینے والا ہے'' (طبرانی)

وضاحت: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنے مال میں سے زکوۃ نکالنے کا جو قانون بنایا ہے، اس کا ایک بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ اسلامی معاشرہ کو ایک معتدل اور متوسط معاشرہ بنایا جائے، تاکہ سماج کا کوئی آدمی غربت وافلاس کے باعث بھوکا پیاسا نہ رہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے مال داروں سے کہا کہ وہ ضرورت مندوں کو تلاش کر کے ان کا حق ان تک پہونچائیں، چونکہ معاشرہ میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مصارف بھی متعین فرمادیا کہ یہ آٹھ قسم کے لوگ زکوۃ وصدقات کے مستحق ہیں: (۱) فقراء وغرباء (۲) مساکین ومحتاج (۳) اسلامی حکومت کی طرف سے زکوۃ وصدقات وصول کرنے والے کارکن (۴) مؤلفۃ القلوب یعنی جن کے لئے تالیف قلب مطلوب ہو (۵) غلاموں کو آزاد کرانے میں خرچ کیا جائے (۶) قرض داروں کے قرض ادا کرنے میں مدد کی جائے (۷) راہ خدا میں رہنے والے (۸) مسافروں کی امداد، اگر معاشرہ میں پائے جانے والے اس طرح کے لوگوں کی زکوۃ وصدقات کے ذریعہ اعانت ہوجائے تو خود اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلامی معاشرہ میں ایک بھی شخص مفلس ومحتاج نہیں رہے گا، ان میں بہت سے ایسے ضرورت مند اور نادار لوگ بھی ہیں جو محتاجی کی زندگی بسر کر رہے ہیں، مگر اپنی غیرت وحیا کی وجہ سے دوسروں کے سامنے دست سوال نہیں کرتے، ایسے لوگوں تک زکوۃ پہونچانا ایک بڑی نیکی ہے، اس لئے ہر صاحب استطاعت لوگوں کو اپنے شہر اور محلہ کے لوگوں کی خبر گیری کرتے رہنا چاہئے، ویسے شریعت نے اجتماعی نظام کے ساتھ زکوۃ کی تقسیم کو فوقیت دی ہے، کیونکہ اس کے ذریعہ مدارس، یتیم خانے، راحت رسانی کے کام، مریضوں اور اسپتالوں کا نظام اور مصیبت زدہ لوگوں کی بھی شرعی ہدایت کے مطابق امداد کی جاتی ہے، اللہ کے فضل وکرم سے بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ میں امارت شرعیہ کا ایک شرعی نظام قائم ہے، یہاں کے مختلف شعبہ جات میں ایک شعبہ بیت المال کا بھی ہے، جس میں مسلمانوں کی زکوۃ وصدقات اور عطیات کی رقومات جمع ہوکر شرعی مصارف میں خرچ ہوتی ہیں، مسلمانوں کو چاہئے کہ بیت المال امارت شرعیہ کو زیادہ سے زیادہ مضبوط ومستحکم بنائیں، تاکہ ملت کے اندر اجتماعیت کی روح باقی رہے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

زرضمانت کی رقم پر زکوۃ:

س: دکان ومکان کرایہ پر لیتے وقت، مالک دکان ومکان کرایہ دار سے زرضمانت کے نام پر ایک موٹی رقم لیتا ہے جو مالک مکان کے پاس محفوظ رہتا ہے، جس کی واپسی کرایہ دار کو اس وقت ہوتی ہے جب وہ دکان یا مکان خالی کردے، اس زرضمانت پر زکوۃ کس کے ذمہ ہوگی؟

ج: وجوب زکوۃ کے لئے ضروری ہے کہ مال زکوۃ پر مکمل ملکیت حاصل ہو، یعنی وہ شخص اس چیز کا مالک بھی ہو اور اس کے قبضہ میں بھی ہو (خواہ قبضہ حقیقی ہو یا حکمی) اگر ملکیت ہو، قبضہ نہ ہو یا قبضہ ہو مگر ملکیت نہ ہو تو اس مال پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ لہذا رہن رکھی ہوئی چیز پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، نہ تو راہن (مالک) پر اس لئے کہ اگرچہ اس پر اس کی ملکیت ہے لیکن قبضہ نہیں ہے اور نہ مرتہن (جس کے پاس رہن رکھا گیا ہے) پر اس لئے کہ اگرچہ اس پر اس کا قبضہ ہے لیکن اس کی ملکیت نہیں ہے، اس اصول کی بنیاد پر دکان، مکان اور کارخانہ کرایہ پر دیتے وقت ان چیزوں کا مالک، کرایہ دار سے زرضمانت کے نام پر جو موٹی رقم وصول کرتا ہے، اور جس کو دکان ومکان خالی کرنے کے وقت واپس کرتا ہے اس رقم کی حیثیت چونکہ رہن کی ہے اس لئے جب تک وہ رقم مالک مکان ودکان کے پاس ہے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، البتہ جب وہ رقم کرایہ دار کو واپس مل جائے گی تو سال گزرنے پر زکوۃ دینی ہوگی، پچھلے سالوں کی نہیں۔

زمین، مکان یا فلیٹ پر زکوۃ

س: زمین، مکان اور فلیٹ پر زکوۃ ہے یا نہیں؟

ج: جو زمین، مکان یا فلیٹ تجارت کی نیت سے خریدے جائیں، ان کی اصل مالیت پر زکوۃ ہے، اگر تجارت کی نیت نہ ہو، بلکہ رہائش مقصود ہو تو ان کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں، البتہ اگر یہ سب کرایہ پر لگائے جائیں تو کرایہ کی آمدنی پر زکوۃ واجب ہوگی، بشرطیکہ وہ نصاب کو پہونچ جائے اور اس پر سال گذر جائے، جو زمین کاشت کی ہے، اس کے پیداوار میں عشر ہے۔

زیورات میں قیمت فروخت کا اعتبار ہوگا

س: زیورات کی زکوۃ میں اس کی خریداری کی قیمت کا اعتبار ہوگا یا فروختگی کی قیمت کا؟

ج: سونا اور چاندی کے زیورات خواہ استعمالی ہوں یا غیر استعمالی، سب میں زکوۃ ہے، بشرطیکہ وہ مقدار نصاب ہوں، زیورات میں ادائیگی کے دن ان کی جو قیمت فروخت ہوگی، اسی قیمت کا اعتبار ہوگا اور کل قیمت پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ ادا کرنی ہوگی۔

زکوۃ کی رقم اسکول، ہسپتال، یتیم خانہ اور مدرسہ کی تعمیر میں صرف کرنا

س: آج کل زکوۃ کی رقم وصول کر کے بہت سے لوگ اسکول کی تعمیر کرتے ہیں کہ غریب بچے علم حاصل کریں گے، ہسپتال بناتے ہیں کہ غریبوں کا مفت علاج ہوگا اور یتیم خانہ کی عمارت بناتے ہیں کہ اس میں یتیم و بے سہارا بچے رہیں گے، سوال یہ ہے کہ ان مصارف میں زکوۃ کی رقم خرچ کی جاسکتی ہے؟ کیا بلا وجہ حیلہ اختیار کرنا درست ہے؟

ج: (۱) زکوۃ کے مصارف فقراء ومساکین اور وہ حضرات ہیں، جن کی تفصیل سورہ توبہ کی آیت "اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ الخ" میں مذکور ہے، ان مصارف کے علاوہ دیگر کسی بھی مصرف میں صرف کرنے کا اختیار کسی کو بھی نہیں ہے، یہاں تک کہ کسی نبی کو بھی نہیں ہے، چنانچہ الجامع لاحکام القرآن میں ابوداؤد اور دارقطنی کے حوالہ سے یہ روایت منقول ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر صدقات کا سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے صدقات واجبہ کے مصارف بیان کردیئے ہیں، اس کے خلاف فیصلہ کرنے کا حق کسی نبی یا غیر نبی کو نہیں ہے، اگر تمہارا شمار ان مصارف میں سے کسی مصرف میں ہے تو تم کو دوں گا (ورنہ نہیں): "جاء رجل يسئله عن الصدقات فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان الله لم يرض في الصدقات بحكم نبي ولا غيره جزأها ثمانية اجزاء فان كنت من أهل تلك الأجزاء اعطيتك" (رواه ابو داؤد والدار قطني واللفظ للدار قطني: (الجامع لاحكام القرآن: ۱/۱۶۸)

نیز زکوۃ اور صدقات واجبہ میں تملیک مستحقین شرط ہے، یعنی مستحقین زکوۃ کو بلا کسی عوض دے کر مالک بنادینا ضروری ہے، بلا تملیک زکوۃ کی رقم دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، مساجد ومدارس کی تعمیرات یا تکفین میت یا دیگر ایسی جگہوں پر صرف نہیں کرسکتے ہیں، جہاں مالک بننے کی صلاحیت نہ ہو: "ويشترط أن يكون الصرف تمليكا لا اباحة ولا يصرف الى بناء نحو مسجد ولا الى كفن ميت" (الدر المختار) قوله (نحو مسجد) كبناء القناطير والسقايات واصلاح الطرقات وكرى الانهار والحج والجهاد وكل مالا تمليك فيه، قوله (ولا الى كفن ميت) لعدم صحة التمليك منه" (رد المحتار: ۳/۲۹۱، باب المصرف)

لہذا صورت مسئولہ میں زکوۃ کی رقم مستحقین زکوۃ کو دے کر مالک بنادینا ضروری ہے، کسی ہسپتال، یتیم خانہ، اسکول ومدرسہ یا کسی بھی دینی ادارہ کی تعمیر وتوسیع پر خواہ اس کا مقصد غریبوں کی فلاح و بہبود ہو صرف کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، اس سے زکوۃ کی ادائیگی نہیں ہوگی، ان جگہوں پر عطیات وصدقات نافلہ کی رقم صرف جائے۔

(۲) حیلہ کے بارے میں اصول یہ ہے کہ اگر آدمی کسی مشکل میں پھنس جائے تو حرام سے بچنے کے لئے اتفاقی طور پر اس کو اختیار کرلے، حیلہ کا مقصد کسی فرض کو ساقط کرنا یا نعوذ باللہ کسی حلال کو حرام کرنا نہیں ہونا چاہئے، نیز حیلہ کا مستقل معمول بنانا بھی مناسب نہیں ہے، لہذا مذکورہ مصارف میں عطیات وصدقات نافلہ کی رقم خرچ کی جائے، ان میں بذریعہ حیلہ شرعی زکوۃ کی رقم صرف کرنا اور اس کا معمول بنالینا غریبوں کا حق مارنا ہے، جو شرعاً صحیح نہیں ہے، اس سے پرہیز ضروری ہے۔

"فنقول مذهب علمائنا رحمهم الله تعالىٰ ان كل حيلة يحتال بها الرجل لابطال حق الغير او لادخال شبهة فيه او لتموية باطل فهي مكروهة وكل حيلة يحتال بها الرجل ليتخلص بها عن حرام او ليتوصل بها الى حلال فهي حسنة" (الفتاوىٰ الهندية: ۶/۳۹۰)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار **نقیب** پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 64/74 شمارہ نمبر 13 مورخہ ۱۴؍رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۵؍مارچ ۲۰۲۴ء روز سوموار

رمضان المبارک کا آخری عشرہ

رمضان المبارک کا ہر لمحہ اور اس کی ہر گھڑی بے انتہا خیر و برکت کا ذریعہ ہے، ان لمحات میں ہمہ دم اللہ کی طرف سے رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے، جس میں ہر روزہ دار اپنے دامن کو رحمت سے بھرتا رہتا ہے، ذکر وتلاوت، سنن ونوافل اور دعاء ومناجات کی کثرت سے اللہ کا اس قدر قرب حاصل کر لیتا ہے کہ اللہ فرماتے ہیں جو مانگوگے، وہ عطا کیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ سکون قلب محسوس کرتا ہے پھر رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا ہے تو اس میں بندگان خدا پر ایک والہانہ کیفیت طاری ہوجاتی ہے اور وہ دنیا کے جھمیلوں سے کنارہ کش ہوکر مسجد کے ایک گوشہ میں یاد الٰہی میں مصروف ہوجاتا ہے، توبہ واستغفار میں لگا رہتا ہے، اس کے دن ورات اسی مسجد میں گذرتے ہیں، جس کو اعتکاف کہا جاتا ہے، جب کوئی بندہ مومن سب کچھ چھوڑ کر اللہ کے دروازے پر پڑجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو ایسے بندہ مومن کی حالت پر رحم آتا ہے اور اللہ اس کی لغزشوں کو معاف فرمادیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کا اہتمام فرماتے تھے اور اس کی تلقین بھی فرماتے تھے کہ اعتکاف کرنے والا گناہوں سے بچا رہتا ہے اور اس کے لئے اتنی نیکیاں لکھی جاتی ہیں جتنی کرنے والوں کے لئے ہے، یعنی اگر وہ مسجد میں رہ کر بہت سی نیکیوں کے کرنے سے بظاہر محروم رہتا ہے، لیکن اس کے نامہ اعمال میں بغیر ان نیکیوں کے کام کئے ہوئے بھی اس کا ثواب لکھا جاتا ہے، جیسے مریض کی عیادت، جنازہ کی نماز میں شرکت وغیرہ، اس لئے رمضان میں ایسی مسجد میں جہاں پنج وقتہ باجماعت نماز ہوتی ہو اعتکاف کا اہتمام کرنا چاہئے، یہ اعتکاف ۲۰؍رمضان کی شام کو جب آفتاب غروب ہوجائے اس وقت شروع ہوجاتا ہے اور ۲۹؍یا ۳۰؍رمضان تک رہتا ہے جب تک عید کا چاند نظر نہ آجائے، ہاں جب تک حالت اعتکاف میں رہے، فضول باتوں سے پرہیز کیجئے، نوافل وسنن اور ذکر وتلاوت میں مشغول رہئے، بس

؎ تو ہو، تیرا جلوہ ہو اور گوشہ تنہائی ہو

چونکہ اللہ علیم، خبیر اور حکیم بھی ہے، اس کا ہر فیصلہ اور ہر حکم حکمت سے لبریز ہوتا ہے، کوئی بھی حکم حکمت ومصلحت سے خالی نہیں ہوتا، اسی طرح اعتکاف کا مقصد اور اس کی روح دل کو اللہ کی پاک ذات کے ساتھ وابستہ کر لینے کا نام ہے کہ گھریلو الجھنوں سے الگ ہوکر مسجد میں یکسو ہوجائے، غیر کی طرف سے منقطع ہوکر اس طرح اس کی عبادت میں لگ جائیے کہ خیالات کی جگہ اللہ کا پاک ذکر اور اسی کی محبت دل میں سما جائے، حتی کہ مخلوق کے ساتھ انس ومحبت کے بدلے اللہ تعالیٰ کے ساتھ الفت ومحبت اور انس پیدا ہوجائے۔ اعتکاف یوں تو کسی بھی مسجد میں ہوسکتا ہے، جہاں پانچوں وقت کی نمازیں ادا کی جاتی ہوں، لیکن سب سے افضل اعتکاف مسجد حرام میں ہے، پھر مسجد نبوی میں، پھر مسجد اقصیٰ میں، پھر جامعہ مسجد میں، جیسا کہ علامہ کاسانیؒ کا بیان ہے: ”**فأفضل الاعتکاف ان یکون فی المسجد الحرام ثم فی مسجد المدینۃ وفی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم فی المسجد الأقصیٰ ثم فی المسجد الجامع ثم المساجد العظام التی کثر اھلھا وعظم**“ (بدائع الصنائع: ۳؍۲۱)

سب سے بہتر اور اچھا مسجد حرام میں اعتکاف کرنا ہے، پھر مسجد مدینہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد، اس کے بعد مسجد اقصیٰ، پھر جامع مسجد پھر ان بڑی مسجدوں میں جہاں لوگوں کی بڑی تعداد ہو، جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا کہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف سنت مؤکدہ کفایہ ہے، یعنی ایک یا چند لوگ اعتکاف کرلیں تو سب بری الذمہ ہوجائیں گے اور اگر کسی نے بھی اعتکاف نہیں کیا تو سبھی سنت کو چھوڑنے والے کہلائیں گے۔

رمضان کے اسی آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ایک رات لیلۃ القدر ہے، جس کو قرآن مجید نے ہزار مہینوں سے افضل کہا ہے، اس رات کو شروع ہوتے ہی حضرت جبرئیلؑ آتے ہیں اور بے شمار فرشتے آسمان سے اترتے ہیں اور سلام وسکینت کی یہ روح پرور فضا طلوع صبح تک قائم رہتی ہے، اس لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر عبادت وریاضت میں مصروف رہتے اور گھر والوں کو بھی جاگنے کی ترغیب دیتے، ایک موقعہ پر فرمایا کہ رمضان میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار ماہ مہینوں سے سے افضل ہے، اگر کوئی اس کے پانے سے محروم رہا تو اس نے ساری بھلائی کھودی (مسند احمد) اس لئے ان مبارک گھڑیوں سے فائدہ نہ اٹھانا، صرف کھانے پینے اور سیر وسیاحت میں رات گذار دینا بڑی محرومی کی بات ہے، آپ اس شب کی قدر کیجئے، حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں اس رات کو تلاش کرنے کا حکم دیا، یعنی ۲۱؍ویں، ۲۳؍ویں، ۲۵؍ویں، ۲۷؍ویں اور ۲۹؍ویں شب میں کوئی شب قدر ہے، ان راتوں میں دعا ومناجات اور ذکر وتسبیح میں مشغول رہا جائے، اگر تمام رات جاگنے کی طاقت نہ ہو تو جس قدر جاگ سکتے ہوں جاگئے اور کثرت سے اس دعاء کو پڑھتے رہئے ”**اللّٰھم انک عفو کریم تحب العفو فاعف عنی**“ جو لوگ اس شب کی تلاش وجستجو میں لگے رہیں گے اللہ تعالیٰ یہ شب انہیں ضرور عطا فرمائیں گے، بہت سے لوگ رات بھر جاگتے ہیں اور سحر کے وقت سوجاتے ہیں اور فجر کی نماز قضا کردیتے ہیں، یہ طریقہ صحیح نہیں ہے، عشاء اور فجر کی نماز باجماعت ادا کیجئے، تاکہ شب بیداری کے فیوض وبرکات حاصل رہیں، بہرحال، رمضان کے آخری عشرہ میں کثرت سے عبادت وریاضت کرکے رضاء الٰہی وقرب خداوندی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، اللہ ہم سب کو رمضان کے تقاضوں کو سمجھنے اور ان کو پورا کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین یارب العالمین۔

انتخابی بانڈس کا جن آیا بوتل سے باہر

سپریم کورٹ نے اسٹیٹ بینک انڈیا کو ہدایت دی کہ ملک کی جن کمپنیوں اور شخصیتوں نے سیاسی پارٹیوں کو انتخابی مہم کے لئے عطیہ دیا ان کی فہرست الیکشن کمیشن کو سونپ دے، تاکہ ووٹروں کو فیصلہ لینے میں آسانی ہو کہ انتخابی بانڈس کے ذریعہ کس نے کس سیاسی جماعت کو عطیہ دیا ہے، دراصل سپریم کورٹ نے 15 فروری 2024 کو اپنے ایک فیصلہ میں انتخابی بانڈس کو غیر آئینی قرار دیا تھا اور SBI کو اس کی تمام تفصیلات الیکشن کمیشن کے ویب سائٹ پر لوڈ کرنے کا حکم دیا تھا، SBI نے ٹال مٹول کا رویہ اختیار کیا اور کہا کہ کس کمپنی نے کس پارٹی کو کتنا دیا گیا دونوں کے موازنہ کے لئے جون تک کا وقت چاہیے۔ SBI کے منشا کو عدالت بھانپ گئی کہ اس وقت تک 2024 کے الیکشن کے نتیجہ کا اعلان ہوجائے گا تو پھر ووٹروں کے فیصلے کا اختیار کیا معنی رکھتا ہے، اس لئے عدالت کی پانچ رکن بینچ نے سخت موقف اختیار کرتے ہوئے 12 مارچ تک الیکشن کمیشن کو سونپنے کی ہدایت دی اور بالآخر SBI نے سونپ دیا پھر الیکشن کمشنر نے اپنے ویب سائٹ پر لوڈ کیا، جو کہ نہایت ہی ناقص ہے اس میں یونیک نیوفیرک نمبر نہیں ہے، جس سے بانڈس کے نمرات کا انکشاف ہو اس پر عدالت نے سخت موقف اختیار کیا اور پوری معلومات فراہم کرانے کا حکمنامہ جاری کیا ہے اس کے بعد حلف نامہ بھی داخل کرنے کے لئے کہا کہ SBI بتائے کہ اس نے کوئی جانکاری نہیں چھپائی ہے، بہرحال بانڈس کی معلومات کو مختلف پردوں میں چھپانے کی کوشش کے باوجود جو حقائق سامنے آئے ہیں ان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ بانڈس کے پردے میں سیاسی بلیک میلنگ اور رشوت وصولی کا کام ہو رہا تھا، اس سے انتخابات کی شفافیت بھی بری طرح متاثر ہو رہی تھی، حالانکہ جب 18-17 میں اس اسکیم کو شروع کیا گیا تو اس وقت کے RBI گورنر نے وضاحت کی تھی کہ اس بانڈس سے منی لانڈرنگ بڑھے گی اور کالے دھن کو فروغ ملے گا، مگر ان کی نہ سنی گئی، جس کے نتیجہ میں وہ اپنے عہدے سے مستعفی ہوگئے، کیونکہ اس بانڈس کے پیچھے ارون جیٹلی کا دماغ کام کر رہا تھا، اور BJP برسر اقتدار تھی، اس لئے اس کو نافذ کردیا گیا، اس وقت جو اعداد وشمار سامنے آئے ہیں، 12 اپریل 2019 سے 11 جنوری 2024 تک کے لیے ہیں، اس رپورٹ کے مطابق 1300 سے زیادہ کمپنیوں اور افراد نے انتخابی بانڈس کی شکل میں چندہ دیا، جس میں 2019 کے بعد سے BJP کو 6000 کروڑ روپے سے زیادہ کا عطیہ شامل ہے، اب تک موصول ہونے والی بانڈس کا ڈیٹا BJP کی کم از کم چار کرپٹ پالیسیوں کو سامنے لاتا ہے کہ چندہ دو، دھندہ لو، ایسی کئی کمپنیوں کے نام ہیں جنہوں نے الیکٹرل بانڈس کے ذریعہ عطیہ دیا اور اس کے فوراً بعد حکومت سے بہت زیادہ فائدے حاصل کئے، مثلاً میگھا انجینئرنگ اینڈ انفرا نے 800 کروڑ سے زیادہ انتخابی بانڈس میں دیئے، اپریل 2023 میں 140 کروڑ کا عطیہ دیا اور ٹھیک ایک ماہ بعد اسے 14400 کروڑ روپے کا تھانے بوریول نوٹن ٹنل پروجیکٹ ملا، اسی طرح فیڈل اسٹیل اینڈ پاور نے 7 اکتوبر 2022 کو الیکٹرول بانڈس میں 25 کروڑ روپے دیے اور صرف 3 دن بعد وہ 10 اکتوبر 2022 کو اکارے پالما کوئلے کا کان حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے، اس طرح کمپنیوں نے اپنے مفاد میں سیاسی پارٹیوں سے ہیرا پھیری کی اور اپنی کمپنیوں کو خسارے سے بچانے میں کامیاب ہوئی، اس لئے سابق مرکزی وزیر اور قانون داں کپل سبل نے کہا کہ الیکٹورل بانڈس اسکم ملک کا اب تک کا سب سے بڑا گھوٹالہ ہے، اس کی وجہ سے ملک اقتصادی بحران کا شکار ہو رہا ہے، بہرحال اس طریقہ کار نے سیاسی گلیاروں میں ہلچل مچادی ہے اور عوامی سطح پر بھی ہر طرف چہ می گوئیاں ہو رہی ہیں، تاہم ابھی تک تصویر مکمل صاف نہیں ہوئی ہے، عدالت نے SBI کو ہدایت دی ہے کہ الیکٹورل بانڈس کے دھندلے پن کو دور کرکے واضح کرے کہ کس کمپنی نے کس پارٹی کو کب اور کتنا دیا دیکھئے آگے آگے ہوتا ہے کیا؟

2024 کے عام انتخابات کی تاریخوں کا اعلان

مرکزی الیکشن کمیشن نے ملک میں 2024 کے عام انتخابات کی تاریخوں کا اعلان کردیا ہے، یہ انتخابات 19 اپریل سے یکم جون تک 7 مرحلوں میں ہوں گے اور 4 جون کو ووٹوں کی گنتی اور پھر نتائج کا اعلان کیا جائے گا، اس کے ساتھ ہی الیکشن کمیشن نے مثالی ضابطہ اخلاق کو بھی نافذ کردیا کہ کوئی بھی امیدوار سرکاری گاڑی، طیارہ، یا بنگلے کا استعمال انتخابی تشہیر کے لئے نہیں کرسکتا اور ووٹروں کو پیسہ کا لالچ بھی نہیں دے سکتا، الیکشن کمیشن کی ان ہدایتوں پر کتنا عمل ہوتا ہے اور خلاف ورزی کرنے والوں پر کس طرح کی تادیبی کارروائی ہوتی ہے، وہ اب کسی سے ڈھکی چھپی نہیں رہی، تاہم ووٹروں کو ہی فیصلہ کرنا ہے کہ ملک کے جمہوری قدروں کی حفاظت وبقا کے لئے انہیں صاف وشفاف اور پاکیزہ کردار کے حامل امیدواروں کو ووٹ دینا ہے، 543 لوک سبھا سیٹوں میں 84 سیٹیں درج فہرست ذات اور 47 سیٹیں درج فہرست قبائل کے لیے ریزرو ہیں، اگر یہی 131 ووٹرس کا ضمیر بیدار ہوجائے کہ کس طرح برسر اقتدار پارٹی نے اس کا سیاسی استحصال کیا ہے تو اس بار چار سو پار کا نعرہ دینے والوں کی ہوا نکل سکتی ہے، ہاں اقلیتی طبقے خصوصاً مسلمانوں کو بھی دور اندیشی اور حکمت عملی سے کام لینا پڑے گا، تاکہ ان کا ووٹ منتشر ہونے سے بچ جائے، یہی وقت ہے فیصلہ لینے کا، ملک کے روشن مستقبل کے لئے، آئین کو بچانے کے لئے، جمہوریت کے تحفظ کے لئے، ملی وجود کے بقاء کے لئے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ

قلم: مولانا احمد حسین قاسمی مدنی

مولانا نجم الدین قاسمی چمپارنیؒ

زمانہ طالب علمی کے چند رفقاء پوری زندگی یادرہتے ہیں، سچی بات یہ ہے کہ عام طور پر وہ زندگی بھر کے رفیق ہو جاتے ہیں، خوشی وغم اور دنیا کی حسین چھاؤں اور بڑی سے بڑی مشکلات میں ان کی رفاقت سہارا کا کام دیتی ہے، جہاں پر تمام اپنے اجنبی بن جاتے ہیں، یہی چند دوست زندگی کے اندھیروں میں روشنی بن کر نمودار ہوتے ہیں، اچھے دوست اللہ کی بڑی نعمت ہوتے ہیں۔ ان کی ہمیشہ قدر کرنی چاہیے۔ انہی میں سے ایک نام جناب مولانا نجم الدین قاسمی چمپارنی کا ہے جنہوں نے دو مہینے کی علالت کے بعد یہ روح فرسا خبر ملی کہ ہم تمام رفقاء کو داغ مفارقت دے کر رمضان کریم جیسے بابرکت مہینے میں اپنے رب کریم سے جاملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

موصوف مرحوم میرے مادر علمی میں درجہ ہفتم اور دورہ حدیث کے ساتھی رہے۔ دارالعلوم دیوبند کی علمی اور روحانی فضا چھوٹے چھوٹے مدارس کے طلبہ کے لیے داخلے کے وقت ایک بڑی کائنات معلوم ہوتی ہے، اس بھیڑ میں چند احباب فطری طور پر آپ کے اخلاق واداسے متاثر ہو کر آپ سے بیحد قریب ہو جاتے ہیں۔ جو کہ ایک فطری امر ہے۔ زمانہ دارالعلوم میں بندے کا تعارف طلباء کے درمیان ایک نو آموز شاعر کی حیثیت سے تھا، میرا درجہ اقلیم سخن میں ایک نو وارد طفل کی مانند تھا؛ مگر طلبہ دارالعلوم دیوبند کی یہ ایک منفرد خصوصیت ہے کہ وہ اپنے احباب کی بڑھ چڑھ کر حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ چنانچہ دیگر احباب کے ساتھ مولانا نجم الدین قاسمی مرحوم بھی میری بھرپور حوصلہ افزائی کرتے۔ رفتہ رفتہ یہ رسمی ملاقات گہری دوستی میں تبدیل ہوگئی۔ مولانا مرحوم کا نکاح دارالعلوم جانے سے پہلے ہی ہو چکا تھا، آپ اس وقت صاحب اولاد تھے آپ کے والد ماجد جناب خواجہ صاحب ڈھاکہ چمپارن علاقے کے مشہور بزرگوں میں ہیں جو حضرت مولانا اسعد مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دست گرفتہ ہیں۔ آپ دارالعلوم دیوبند، جمعیت علماء ہند اور خانوادہ مدنی کے بے حد قدر دانوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ اسی کا فیض ہے کہ آپ نے اپنے کئی بچوں کو عالم اور حافظ بنا کر دین کی خدمت کے لیے تیار کیا ہے، معاشی طور پر آپ تجارت کرتے ہیں۔ جب مولانا نجم الدین قاسمی صاحب دارالعلوم دیوبند میں زیر تعلیم تھے تو ان کے بال بچوں کی کفالت آپ کے والد حضرت خواجہ صاحب خود فرمارہے تھے۔

مولانا نجم الدین صاحب مرحوم کا سراپا ایسا تھا کہ ہر دیکھنے والے کی آنکھوں میں اتر جاتا، درمیانہ قد، گٹھیلا بدن، چوڑی پیشانی، مسکراتا چہرہ اور شہد میں ڈوبا لہجہ سامنے والے کو متاثر کیے بغیر نہیں رہتا، موصوف رفیق اساتذہ اور بزرگوں کی قدر سے دل کو ہمیشہ لبریز رکھتے، میرے فکری اختلاف کے باوجود بھی وہ مجھے زبردستی حضرت مولانا اسعد مدنی صاحب نور اللہ مرقدہ کی مجلس میں لے جاتے، مولانا مرحوم اچھے کاتب اور عمدہ خوش نویس تھے، طبیعت میں حد درجہ موزونیت، درد اور گھلاوٹ تھی، جب ان کے ہاں دوسرا لڑکا پیدا ہوا؛ تو ان کا نام رکھنے کے لیے مجھے لے کر استاذ محترم حضرت مولانا عبدالخالق مدراسی صاحب حفظہ اللہ کی خدمت میں تشریف لے گئے، حضرت نے نومولود کا نام رکھا؛ پھر حضرت نے بچے کو دعائیں دیں۔

فراغت کے بعد رفیق مکرم تجارت سے وابستہ ہو گئے تھے، مولانا مرحوم کو زمانہ طالب علمی ہی سے تجارت سے بڑی رغبت تھی، انہوں نے اس میں مہارت حاصل کرنے کے لیے بندے کے مشورے پر ریاست کرناٹک کا بھی سفر کیا؛ پھر واپس آکر والد بزرگوار کی پیرانہ سالی کو دیکھتے ہوئے تجارت میں ان کے دست و بازو بن گئے، درمیان میں آپ نے کچھ قیمتی عرصہ حجاز مقدس میں بھی گزارا اور وہاں مقیم عجمی طلبہ کو تعلیم دی؛ پھر پانچ چھ سالوں قبل وطن آکر ڈھاکہ چمپارن میں مستقل طور پر تجارت کو اپنا ذریعہ معاش بنالیا تھا اس کے ساتھ دینی ملی اور تعلیمی کاموں میں بھی کچھ وقت دیتے۔ ایک سال قبل مشرقی چمپارن میں جب بندہ کی قیادت میں امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ کی جانب سے دعوتی واصلاحی دورہ ہوا؛ تو مولانا نجم الدین قاسمی صاحب نے امارت شرعیہ کے وفد کا بھرپور ساتھ دیا اور اس کے اعزاز واکرام میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ کثرت اسفار کی وجہ سے بندے کی طبیعت ان دنوں خراب چل رہی تھی، محترم مولانا نجم الدین قاسمی صاحب مرحوم مستقل میری تیمارداری میں کھڑے رہے۔ (فجزاہ اللہ خیر الجزاء)

ماہ دسمبر 2023ء کے درمیان میں اچانک ان کا فون آیا کہ میری طبیعت کچھ دنوں سے ناساز ہے، مستقل بخار رہتا ہے اور بدن میں کمزوری کا احساس ہے، مجھے آئی جی ایم ایس پٹنہ میں ڈاکٹر سے دکھانا ہے، آپ کا تعاون چاہیے، بندہ نے فوراً وہاں رابطہ کر کے آئی جی ایم ایس میں ایک بیڈ کا بندوبست کرایا اور ابتدائی تمام تشخیص مکمل کرلی گئی، ایک رپورٹ جو ایک ہفتہ کے بعد آئی؛ اس میں بلڈ کینسر ثابت ہوگیا، یہ رپورٹ اولا مولانا سے مخفی رکھی گئی، تاہم یہ اندوہناک رپورٹ سنتے ہی مرحوم کے اہل خانہ اسی وقت ٹوٹ سے گئے، اس جاں گسل خبر سے بندے کے حواس بھی جاتے رہے اور سمجھ میں نہیں آیا کہ اب کیا کیا جائے؟ بالآخر گھر کے مشورہ سے دہلی ایمس لے جایا گیا، وہاں چند دنوں کے علاج کے بعد ڈاکٹروں کے مشورے سے ٹاٹا ہاسپٹل ممبئی منتقل کیا گیا، بیڈ کی قلت کی وجہ سے خارجی طور پر علاج جاری تھا۔

مولانا مرحوم کی فراغت 2006ء کی ہے، اس سن فراغت کے تمام طلباء نے مولانا مرحوم کی صحت یابی کے لیے ہر طرح سے جدوجہد کی، دعاء اور دوا ہر دو شکل اختیار کی گئی؛ مگر تقدیر غالب آگئی، چند دنوں قبل ان کے اہل خانہ کا مشورہ ہوا کہ رمضان میں انہیں گھر لے کر چلتے ہیں۔ گزشتہ کل 15 مارچ کو ان کے صاحبزادے حافظ مدثر عزیز سے بات ہوئی کہ والد صاحب کی طبیعت بہتر تو ہے؛ مگر ابھی بے ہوشی کی کیفیت ہے، بندہ نے تسلی دلائی۔ مگر پھر بوقت ظہر ایک فون آیا کہ مولانا نجم الدین قاسمی صاحب اب دنیا میں نہیں رہے اللہ رمضان کریم کی برکت سے مولانا مرحوم کی مغفرت فرمائے ان کے درجات کو بلند فرمائے ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

یہ چمن یوں ہی رہے گا اور ہزاروں بلبلیں
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گی

کتابوں کی دنیا

قلم: مولانا رضوان احمد ندوی

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

کتاب زندگی

آدمی کو کبھی کبھی پیچھے مڑ کر بھی دیکھ لینا چاہئے، وہاں کچھ نظر آئے یا نہ آئے، اس ایکسرسائز سے اس کی گردن تو ٹھیک رہے گی، ورنہ کم از کم وہ Spondylitis کی بیماری سے محفوظ رہے گا، اس لئے مجھے بھی بسا اوقات پیچھے مڑ کر دیکھنے کا احساس ابھرتا رہتا ہے، چنانچہ ہم نے اپنے ۵۶/سالہ طویل سفر زندگی میں بے شمار نشیب و فراز اور تجربات و مشاہدات کے کئی رنگ و آہنگ دیکھے ہیں، جس کا تذکرہ میں نے عرصہ قبل اپنے ایک مضمون "مجھے یاد سب ہے ذرا ذرا" میں کیا تھا، یہ مضمون بہت پسند کیا گیا؛ مگر ہاں میں نے وہیں یہ محسوس کیا کہ زندگی خود ایک بڑی یونیورسٹی ہے، یہاں سے عالمان باعمل ڈھل کر نکلتے ہیں، کیونکہ عملی زندگی سے آدمی جو تجربہ اور علم حاصل کرتا ہے وہ کتابوں سے حاصل نہیں ہوسکتا، علم ایک الگ شئی ہے اور عمل دوسری شئی، سلطان الاولیاء غوث اعظم سیدنا حضرت عبدالقادر جیلانیؒ فرمایا کرتے تھے "علم چھلکا ہے اور عمل مغز ہے"، چھلکے کی حفاظت اس لئے کی جاتی ہے کہ مغز محفوظ رہے اور مغز کی حفاظت اس لئے کی جاتی ہے کہ اس سے تیل نکالا جائے اور یہی کامیاب زندگی کی علامت ہے، مگر ستم ہائے روزگار کہئے کہ اب چند نام نہاد دانشوروں کے سوچنے، سمجھنے اور برتنے کا انداز و مزاج بدل گیا ہے، وہ ڈگریوں کو تو بڑی اہمیت دیتے ہیں، مگر عملی زندگی کے تجربات کو از کار رفتہ سمجھتے ہیں۔

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کرگیا
ورنہ گلشن میں علاج تنگی داماں بھی تھا

سچ پوچھئے کہ زندگی کے تجربات و واقعات کے مطالعہ سے اس عہد کی معاشرتی، تہذیبی و تمدنی اتار چڑھاؤ کا نقشہ سامنے آتا ہے، کامیابی اور ناکامی، شکست وریخت کی کیفیات معلوم ہوتی ہیں، جن سے قارئین درس و عبرت حاصل کرتے ہیں اور اپنی زندگی میں انہیں رہنما خطوط بھی تصور کرتے ہیں، اس لئے تاریخ کے ہر دور میں شخصی تذکروں کو بڑی دلچسپی سے پڑھا گیا اور آج بھی نامور عربی ادیب جناب احمد امین کی "حیاتی" اور حضرت مولانا زکریا صاحب کاندھلویؒ کی "آپ بیتی" ہر صاحب ذوق کے لئے روح کی تسکین کا سامان فراہم کرتی ہے، مقام مسرت ہے کہ ہمارے کرم فرما، مخلص و محسن جناب حاجی محمد شفیع الرحمٰن صاحب سابق لائبریرین و پروفیسر گورنمنٹ طبی کالج پٹنہ و سابق سکریٹری اور موجودہ نائب صدر نظامیہ یونانی میڈیکل کالج و اسپتال بہار نے اپنی سرگذشت کتاب زندگی لکھ کر نئی نسل کے لئے چراغ راہ فراہم کردیا، انہوں نے اپنی زندگی کے مختلف گوشوں پر اثر انداز ہونے والے واقعات کو کہیں اجمال اور کہیں تفصیل کے ساتھ نہایت دلچسپی سے صفحہ قرطاس پر پھیلا دیا، جس کے لئے وہ میری طرف سے مبارک باد کے مستحق ہیں۔

کتاب کا اسلوب دلکش اور شگفتہ ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب سوانح کی دلنواز شخصیت اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر ہے۔

دنیا سنے گی میرے ترانوں کی بازگشت
میں جاؤں گا تو اپنا اثر چھوڑ جاؤں گا

دراصل یہ کتاب موصوف نے میری تجویز و تحریک پر مرتب کی ہے، قصہ یوں ہوا کہ حالیہ مہینوں میں ان کی محبتوں کے قرض کو اتارنے کے لئے ان کے دولت کدہ مولا باغ، نیا ٹولہ، پھلواری شریف گیا ہوا تھا، چائے نوشی کی مجلس بجی ہوئی تھی، شاخ در شاخ باتیں پھیل رہی تھیں، وہ ہمیں اپنی یادوں کے گھنے جنگل میں سیر کرا رہے تھے، پھر ہوا یوں کہ اچانک وہ اپنے خاندانی حالات اور زندگی کے تجربات کی منظر کشی کرنے لگے اس سے میری دلچسپی بڑھ گئی، پھر کیا تھا، میں نے اپنا مدعا رکھ دیا کہ آپ اپنے ان قلبی واردات کو ضبط تحریر میں لے آئیں، تاکہ وہ نئی نسلوں کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوں، وہ قیل قال کرتے رہے اور میں اصرار کرتا رہا، پھر انہوں نے اپنے جمود کو توڑا، ماضی کی زندگی کی سنگلاخ وادیوں میں قدم رکھا، منتشر اور بھولی بسری یادوں کو سمیٹنا شروع کیا، کاغذ اور قلم کو مضبوطی سے پکڑا، راستے کی ٹھوکروں کو عبور کرتے ہوئے بالآخر کامیاب ہوئے اور کتاب زندگی منظر عام پر آگئی، جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے۔

عشق کی ایک جست نے طے کردیا قصہ تمام
اس زمین و آسماں کو بے کراں سمجھا تھا میں

یاد ش بخیر صاحب سوانح سے میری پہلی شناسائی غالباً ۲۰۰۹ء میں ہوئی، اس تعارفی ملاقات میں اس قدر چاشنی تھی کہ وہ قربت محبت میں بدل گئی پھر ملاقاتوں کا سلسلہ دراز تر ہوتا گیا، آپ چونکہ صوم و صلوٰۃ کے نہایت ہی پابند آدمی ہیں اور مولا باغ کی مریم مسجد کے صدر بھی ہیں، وہاں کبھی کبھار مجھے جمعہ کے خطبات کا موقع ملتا رہتا ہے، چنانچہ ان خطبات نے تعلقات و رابطے کی ڈور کو مزید مستحکم بنا دیا، پھر جب ۲۰۱۲ء میں حج کی سعادت نصیب ہوئی تو اس مبارک سفر میں ان کی معیت و رفاقت نے اس تعلق کو دوآتشہ کردیا، اس طرح حاجی صاحب میرے عرفاتی بھائی بھی بن گئے۔ انہیں وجوہات کی بنا پر یہ چند ٹوٹی پھوٹی سطریں سپرد قلم کیا کہ اللہ تعالیٰ ہم سبھوں پر فضل و کرم کا معاملہ فرمائے اور مقبول بندوں میں شمار کرے، نیز کتاب کی افادیت و نافعیت کو عام کرے، ساتھ ہی مصنف کتاب کو صحت و عافیت کے ساتھ تادیر زندہ و سلامت رکھے۔ خواہش مند حضرات موبائل نمبر 8789252640 پر رابطہ کر کے طلب کرسکتے ہیں۔ آمین

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

از: مولانا رضوان احمد ندوی

ہر وقت ایک جیسی حالت نہیں رہتی: حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب ہم آپ کی خدمت میں موجود ہوتے ہیں اور آپ (دوزخ اور جنت کی) ہم کو یاد دلاتے ہیں تو گویا ہم اپنی آنکھوں سے جنت و دوزخ کو دیکھ لیتے ہیں لیکن جب آپؐ کے پاس سے نکل کر ہم باہر جاتے ہیں اور بیوی بچوں اور زمینوں کے جھگڑوں میں مشغول ہو جاتے ہیں تو بہت کچھ (جنت دوزخ کو) بھول جاتے ہیں، فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ہر وقت تم اسی حالت پر رہو، جس حالت پر میرے پاس اور میرے نصیحت کرنے کے وقت ہو، تو فرشتے تمہارے بستروں پر اور تمہارے راستوں میں تم سے مصافحہ کریں مگر حنظلہ کبھی کبھی ہوتا ہے (ایک حضور کا وقت ایک غفلت بیت کا وقت) یہ الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمائے۔ (رواہ مسلم)

حضرت علی بن حسینؓ کا واقعہ: امام بیہقی نے حضرت سیدنا علی ابن حسین رضی اللہ عنہ کا ایک عجیب واقعہ نقل فرمایا ہے کہ آپ کی ایک کنیز آپ کو وضو کرا رہی تھی کہ اچانک پانی کا برتن اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما کے اوپر گرا، تمام کپڑے بھیگ گئے، غصہ آنا طبعی امر تھا، کنیز کو خطرہ ہوا، تو اس نے فوراً یہ آیت پڑھی: "وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ" یہ سنتے ہی خاندانِ نبوت کے اس بزرگ کا سارا غصہ ٹھنڈا ہو گیا، بالکل خاموش ہو گئے، اس کے بعد کنیز نے آیت کا دوسرا جملہ: "وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ" پڑھ دیا، تو فرمایا کہ میں نے تجھے دل سے بھی معاف کر دیا، کنیز بھی ہوشیار تھی، اس کے بعد اس نے تیسرا جملہ بھی سنا دیا: "وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ" جس میں احسان اور حسن سلوک کی ہدایت ہے، حضرت علی بن حسین نے یہ سن کر فرمایا کہ جا میں نے تجھے آزاد کر دیا۔ (روح المعانی بحوالہ بیہقی)

امام اعظم کا بے مثال واقعہ: حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ایک واقعہ ہے کہ ایک شخص نے بھرے بازار میں امام اعظمؒ کی شان میں گستاخی کی، حضرت امام اعظمؒ نے غصہ کو ضبط فرمایا اور اس کو کچھ نہیں کہا اور گھر واپس آنے کے بعد ایک خوان میں کافی درہم و دینار رکھ کر اس شخص کے گھر تشریف لے گئے، دروازے پر دستک دی، یہ شخص باہر آیا تو اشرفیوں کا یہ خوان اس کے سامنے یہ کہتے ہوئے پیش فرمایا کہ آج تم نے مجھ پر بڑا احسان کیا، اپنی نیکیاں مجھے دیدیں، میں اس احسان کا بدلہ کرنے کے لئے یہ تحفہ پیش کر رہا ہوں، امامؒ کے اس معاملہ کا اس کے قلب پر اثر ہونا ہی تھا، آئندہ کو اس بری خصلت سے ہمیشہ کے لئے تائب ہو گیا، حضرت امامؒ سے معافی مانگی اور آپ کی خدمت اور صحبت میں علم حاصل کرنے لگا، یہاں تک کہ آپ کے شاگردوں میں ایک بڑے عالم کی حیثیت اختیار کر لی۔ (معارف القرآن)

ایک بوڑھے گنہگار کا واقعہ: حضرت مکحول رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حدیث بیان کی کہ ایک بہت بوڑھے ضعیف آدمی جن کی بھوئیں آنکھوں پر آ گئی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ایک ایسا شخص ہوں جس نے کوئی غداری، کوئی گناہ کوئی بدکاری باقی نہیں چھوڑی، میرے گناہ اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ اگر تمام انسانوں پر تقسیم ہو جائیں تو سب کے سب غضب الٰہی میں گرفتار ہو جائیں، میری بخشش کی بھی کوئی صورت ہے؟ کیا میری توبہ بھی قبول ہو سکتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مسلمان ہو جاؤ، اس نے کلمہ پڑھا یا کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اللہ تعالیٰ تیری تمام برائیاں گناہ، بدکاریاں سب کچھ معاف فرما دے گا، بلکہ جب تک تو اس پر قائم رہے گا اللہ تعالیٰ تیری برائیاں بھلائیوں سے بدل دے گا، اس نے پھر پوچھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے چھوٹے بڑے گناہ سب صاف ہو جائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! سب کے سب، پھر تو وہ شخص خوشی خوشی واپس جانے لگا اور تکبیر و تہلیل پکارتا ہوا لوٹ گیا، رضی اللہ عنہ (ابن جریر)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے اوصاف و کمالات: اللہ تعالیٰ نے اس عظیم اور وسیع کائنات کو بنایا اور بے شمار مخلوقات کو اپنی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ کے تحت پیدا کر کے اس کو زینت بخشی مگر ان ان گنت مخلوقات میں جو شرف و فضل انسان کو بخشا گیا وہ کسی بھی مخلوق کو نہیں بخشا گیا بلکہ اس کو شاہکار تخلیق قرار دیا گیا پھر نوع انسانی میں سب سے زیادہ فضیلت جماعت انبیاء کرام اور گروہ رسل عظام (علیہم السلام) کو عطا کیا گیا اگر چہ نفس نبوت و رسالت میں ان سب کو برابر قرار دیا گیا تاہم فضیلت و مرتبے کے اعتبار سے حضرت نبی آخر الزماں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اعلیٰ اور افضل قرار دیے گئے، یہ فرق مراتب بالکل واضح ہے محتاج دلیل نہیں بنص قرآنی: "تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ"

محمدؐ سے افضل نہ کوئی نبی ہے — یہی بات ہم نے ہمیشہ کہی ہے
پیام آخری اب آچکا ہے خدا کا — نبی کی مزید اب حاجت نہیں ہے

غرضیکہ حضرات انبیاء علیہم السلام خلاصۂ انسانیت ہیں تو ہمارے پیارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلاصۂ انبیاء و رسل ٹھہرائے گئے۔

تیرے مراتب کا کیا ٹھکانا کہ تیرا ہمسر کوئی نہیں — نبی بہت ہوئے ہیں لیکن کوئی بھی تجھ جیسا نہیں

چوں کہ ولایت ربانیہ فیضان نبوت الٰہیہ ہی کا اثر ہے تو لامحالہ مراتب ولایت میں بھی تفاوت ہوگا، چوں کہ اس نبوی فیض سے براہ راست حضرات صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم سب سے زیادہ مستفید ہوئے تو باجماع امت ان کو جمیع امت مسلمہ سے افضل کہا گیا مگر اس کے باوصف ان میں بھی تفاضل مراتب ہے۔

ادھر نفس ولایت ہر اہل ایمان کو الحمدللہ حاصل ہے: "اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ" یعنی اللہ تعالیٰ ہر مومن کا ولی (مددگار، دوست) ہے تاہم جو اہل ایمان اوصاف ولایت میں جتنا اعلیٰ ہوگا اتنا ہی اس کا مرتبۂ ولایت اونچا ہوگا، یہ اوصاف ولایت مختصر لفظوں میں کمال اتباع شریعت مع الاخلاص واستقامت کو محیط ہیں۔

اے برادر بے نہایت در گہیست — ہر چہ بروی میرسی بروی مایست

تاریخ اسلام کے باب ولایت وعرفان، کتاب تجدید واحیاء، فصل علم وآگہی، میدان مجاہدہ وریاضت اور صحرائے دعوت وعزیمت میں بے شمار ایسی عظیم المرتبت ہستیاں گذری ہیں جن کی معتبریت اور عظمت پر نہ صرف اہل اسلام کو بلکہ ساری انسانیت کو فخر ہے جو صحیح معنی میں انسانیت کے لئے مجسمۂ رحمت ثابت ہوئیں، ان عظیم المرتبت شخصیتوں میں جو مقام حضرت شاہ بغدادؒ کو حاصل ہے وہ اوروں کو کم ہی حاصل ہوا ہے، حق یہ ہے کہ حضرت شیخ آسمان ولایت کے آفتاب و ماہتاب تھے اور ان منصب ولایت و رشد میں آپ کو وہی درجہ حاصل تھا جو منصب امامت واجتہاد میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کو حاصل تھا اور جس طرح ائمہ شریعت واجتہاد (حضرت امام مالکؒ، حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ) حضرت سرکار امامت عظمیٰ (امام ابوحنیفہؒ) سے بالواسطہ اور بلاواسطہ مستفید ہوئے ہیں، پھر ان کا یہ علمی واجتہادی فیض تا ایں دم ساری امت تک پہنچا ہے، اسی طرح ائمہ طریقت وسلوک (یعنی بانیانِ سلاسلِ چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ) حضرت سرکار ولایت عظمیٰ (حضرت پیران پیر شاہ جیلانیؒ) سے بالواسطہ اور بلاواسطہ مستفیض ہوئے ہیں پھر ان کا یہ عرفانی وروحانی فیض تا ایں دم ساری ملت تک پہنچا، الحمدللہ اور تا صبح قیامت دونوں طرح کے سلسلوں کا یہ فیض پہنچتا رہے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

حضرات اولیاء کرامؒ اور ائمہ مجتہدین کا یہ عرفانی وعلمی فیضان درحقیقت مشکوٰۃ نبوت ورسالت ہی سے مستفاد ہے اور کچھ نہیں۔

نسبت مصطفیؐ بھی عجب چیز ہے — جس کو نسبت نہیں اس کی عزت نہیں

خود خدا نے نبی سے یہ فرمایا کہ جو تمہارا نہیں وہ ہمارا نہیں، اس تمہید کے بعد اس مختصر مضمون میں صاحب عنوان کا بہت ہی مختصر مگر جامع تعارف کرانے کا شرف حاصل کرتا ہوں۔

حضرت پیر روشن ضمیر کا اسم مبارک سید عبدالقادر کنیت ابومحمد اور لقب کئی ایک ہیں مثلاً برصغیر میں آپؒ بڑے پیر صاحبؒ، پیر کاملؒ، اہالیانِ کشمیر کے ہاں حضرت پیر دستگیر صاحبؒ، حضرت شاہ جیلانیؒ، حضرت شاہ بغدادؒ اور علماء کرام واولیاء عظامؒ کے یہاں سلطان الاولیاء، محی الدین محبوب سبحانی، نظیر ربانی، غوث صمدانی اور غوث الثقلین جیسے القاب سے متعارف ہیں اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو بلا کسی مبالغہ کے یہ سارے القاب آپؒ کی قد آور شخصیت اور ولایت مآب ذات مبارک پر مکمل طور پر صادق آتے ہیں۔

والد گرامی مرتبت حضرت شیخ سید ابوصالح موسیٰ اور والدہ محترمہ حضرت سیدہ فاطمہ ام الخیر دونوں اپنے زمانے کے بڑے اہل اللہ میں سے تھے، والدین بالترتیب حسنی وحسینی، سادات میں سے تھے، اس طرح یہ مبارک خاندان نسل در نسل علمی وعرفانی خدمات میں مشہور رہا ہے۔

ایں خانہ تمام آفتاب است اور بمصداق نص قرآنی "وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا"؟ خاندانی حسبی شرافت وکرامت اور حسبی ونسبی فضیلت وعظمت نے اس خاندان کو چار چاند لگایا، اسی خاندان نبوت کا گل سرسبد اور خانوادۂ سادات سعادت مآب کا چشم وچراغ حضرت شیخ القادر جیلانیؒ کی ذات سیادت مآب تھی، گلستان نبوت کا یہ بلبل خوش نوا، سفینۂ عشق وعرفان کا یہ باہوش، ناخدا، میدان ریاضت ومجاہدہ کا یہ سمندر باد، زہد وتقویٰ کا یہ جوہر آبدار، اخلاص واتباع شریعت کا یہ گوہر شب تار، تاریخ دعوت وعزیمت کا یہ روشن باب فضل وکمال کا یہ دریکتائے روزگار اور آسمان ولایت کا یہ آفتاب عالمتاب جن کو ہم بڑی عقیدت ومحبت کے ساتھ مذکورہ بالا القاب سے یاد کرتے ہیں۔

اَعِدْ ذِكْرَ نُعْمَانَ لَنَا اِنَّ ذِكْرَهٗ — هُوَ الْمِسْكُ مَا كَرَّرْتَهٗ يَتَضَوَّعُ

جی ہاں اے مخاطب! ہمارے سامنے مرے محبوب کا بار بار تذکرہ کیجئے کیوں کہ اس کا تذکرہ ایسا مشک وعنبر ہے کہ جتنی بار آپ اس کو لیں، رگڑیں تو اس کی خوشبو پھوٹتی رہے گی، پھیلتی ہی جائے گی، یہ مبارک خاندان ملک مردم خیز ایران کے شمال مغرب میں بحیرۂ خزر کے جنوبی ساحل کے زرخیز میں، طبرستان کے مشہور ضلع گیلان کے ایک قصبہ بلق کے مضافات میں ایک چھوٹی سی گمنام بستی نیف میں آباد تھا، جہاں شب غرۂ رمضان المبارک بوقت سحر ۴۷۰ھ میں اپنے والد جنید دوران اور اپنی والدہ رابعۂ زماں کے ہاں ہمارے پیر ومرشد اس عالم رنگ وبو میں جلوہ افروز ہوئے، یہ بستی جو دیلم کے بلند وبالا پہاڑوں سے گھری ہوئی ہے قطب زمان اور غوث دوران کی جائے ولادت سے شرف نیاز حاصل کر چکی ہے، اس طرح اس پسماندہ پہاڑی اور دور افتادہ گاؤں سے عالم اسلام کو وہ لعل وجوہر ملا جس کی چمک اور روشنی سے دنیائے انسانیت جگمگا اٹھا۔

آتی ہی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو — گلشن تیری یادوں سے مہکتا ہی رہے گا

حضرت پیر کاملؒ نے جب شعور کی آنکھ کھولی تو اپنے گھر میں علم وعرفان، عبادت وریاضت اور زہد وتقویٰ کا ماحول دیکھا اسی ماحول میں آپؒ کی تربیت ہوئی، چنانچہ اپنے والدین کریمین سے ابتدائی علوم وفنون حاصل کیا پھر مزید حصول علم وعرفان کے لئے اپنی رابعہ صفت والدہ سے اجازت لے کر عراق کی راہ لی، پرخطر راہوں سے گذر کر نیز صحرا نوردی اور جادہ پیمائی کر کے علوم وعرفان کے مرکز شہر بغداد پہنچے، یہ ۴۸۸ھ کا سال تھا، بغداد شریف ان دنوں اور شہروں کے مقابلے میں قدرے پرسکون تھا، عنفوان شباب، طلب صادق، ریاضت ومجاہدہ کی عادت اساتذہ ومشائخ کی علمی وروحانی توجہات، والدہ محترمہ کی آہ سحرگاہی، فطری صلاحیت، سیمابی طبیعت، ادھر سے خاندانی وجاہت، فکر وشعور کی پختگی اور حصول علم وعرفان میں گذارے، جہاں علوم شرعیہ کے بحر ذخار میں خوب شناوری فرمائی اور ان علوم میں کامل رسوخ حاصل کیا، وہاں سلوک وتصوف کے دریائے رواں سے بھی خوب سیراب ہوتے رہے، اس طرح مجمع البحرین اور جامع شریعت وطریقت ہوئے پھر ایک عرصے تک صحرا نوردی اور گوشہ نشینی کے جاں گداز مراحل سے گذرے، مدرسہ اور خانقاہ کی اس تعلیم وتربیت سے فارغ ہو کر غیبی اشارات اور رحمانی الہامات بعض اکابر ومشائخ کے حکم سے اب رسم شبیری ادا کرنے کے لئے آپؒ کو میدان عمل میں آنا پڑا، اس طرح حضرت شیخ سے اللہ تعالیٰ نے وہ تجدیدی کام لیا جس کے لئے آپؒ کو مشکل ترین مجاہدات وریاضت کے منازل سے گذرنا پڑا اور یہی تجدیدی کارنامہ حضرت شیخ کا سب سے بڑا کارنامہ، سب سے بڑا مقدس مشن اور آپؒ کی سب سے بڑی کرامت تھی۔

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی — سکھائے جس نے اسماعیلؑ کو آداب فرزندی

(تلخیص مضمون ماہنامہ فکر ونظر ۱۰-۲۰۰۱ء)

Scanned with CamScanner

اسلام کا نظام زکوٰۃ اور سماجی تحفظ

ندیم الواجدی

زکوۃ اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے، قرآن کریم میں جس طرح نماز کا حکم دیا گیا ہے اسی طرح زکوۃ کی ادائیگی کے لیے بھی فرمایا گیا ہے، اللہ تعالی نے اپنی کتاب مقدس میں بیاسی (۸۲) مقامات پر نماز کے ساتھ زکوۃ کا ذکر فرمایا ہے، جگہ جگہ ہمیں واقیموا الصلاۃ و آتو الزکوۃ کے الفاظ ملتے ہیں، قرآن کریم میں اللہ تعالی نے جہاں بھی پکے سچے مسلمانوں کے اوصاف بیان کئے ہیں وہاں ہمیشہ اس طرح فرمایا ہے ویقیمون الصلاۃ ویوتون الزکوۃ (وہ نماز پڑھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں)۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے حکم دیا گیا کہ میں لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں، بخاری شریف میں حضرت جریر ابن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین امور پر بیعت کی تھی، نماز پڑھنا، زکوۃ دینا اور تمام مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کرنا، بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ۵ھ میں وفد بنی عبدالقیس کی حاضری کا واقعہ حدیث اور سیرت کی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے، اس وفد کے ارکان نے جب اسلامی تعلیمات سے آگاہ ہونے کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے ایمان کے بعد اعمال میں سب سے پہلے نماز اور اس کے بعد زکوۃ کا ذکر فرمایا، بخاری شریف جلد اول میں یہ واقعہ اپنی تمام تر تفصیلات کے ساتھ روایت کیا گیا ہے۔ ۹ھ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو اسلام کا داعی اور مبلغ بنا کر یمن روانہ فرمایا، اس موقع پر آپ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ پہلے اہل یمن کو توحید کی دعوت دینا، جب وہ مان لیں تو انہیں بتانا کہ ان پر روز و شب میں پانچ نمازیں فرض ہیں، جب وہ نماز پڑھ لیں تو ان کو بتلانا کہ اللہ تعالی نے ان کے مال پر زکوۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے لے کر ان کے غریبوں کو دی جائے گی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کے دور خلافت میں جب بعض قبائل نے زکوۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کے خلاف جنگ کا فیصلہ فرمایا، حضرت عمرؓ کی رائے تھی کہ جو لوگ توحید کے قائل ہیں ان کا خون بہانا صحیح نہ ہوگا، ان کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ بخدا جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھیڑ کا ایک بچہ بھی زکوۃ میں دیتا تھا اسے دینا ہوگا، اپنے موقف کے سلسلے میں حضرت ابوبکرؓ نے اس قدر دلائل دیئے کہ حضرت عمرؓ سمیت جو صحابہ شروع میں حضرت ابوبکرؓ کی رائے سے متفق نہ تھے وہ بھی متفق ہو گئے اور اس طرح باقی قبیلوں کے ساتھ تمام صحابہ نے ایک رائے ہو کر جنگ میں حصہ لیا۔ (المجموع ج ۵ ص ۳۳۴)

ادیان سابقہ میں زکوۃ: زکوۃ سابقہ ادیان میں بھی فرض تھی جیسا کہ قرآن کریم کی سورۂ انبیاء میں حضرت ابراہیم اور ان کے صاحبزادے حضرت اسحٰق اور ان کے پوتے حضرت یعقوب کے واقعات کے ضمن میں ارشاد فرمایا "اور ہم نے ان کو حکم دیا اچھے کام کرنے کا، نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے کا"۔ سورہ انبیاء آیت (۷۳) اسی طرح سورہ مریم میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا وکان یامر اَھلَہٗ بالصَّلاۃِ و الزَّکوٰۃِ (سورہ مریم :۵۵) ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ سابقہ آسمانی شریعتوں میں بھی زکوۃ فرض تھی، اگر چہ اس کی وہ شکل نہیں تھی جو آج موجود ہے پچھلی امتوں میں زکوۃ مستحقین کے حوالے نہیں کی جاتی تھی بلکہ جمع شدہ مال کا کھانا پکایا جاتا تھا اور اسے ضرورت مندوں میں تقسیم کیا جاتا تھا، حالاں کہ انسانی ضرورتیں صرف کھانے تک ہی محدود نہیں ہوتیں، بلکہ آدمی لباس اور مسکن سمیت دوسری ضروریات زندگی کا بھی محتاج ہوتا ہے اسلامی شریعت میں زکوۃ کی رقم یا سامان غلہ اور جانور وغیرہ مستحق کے حوالے کیے جاسکتے ہیں تا کہ وہ اپنی دوسری ضرورتوں کا بھی متکفل ہو سکے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں نقد زکوۃ نصف مثقال کے بہ قدر تھی اور یہ رقم بیت المقدس کے لیے مختص تھی، اور وہیں پہنچائی جاتی تھی، شریعت اسلامیہ نے زکوۃ کو کسی خاص فرد، یا مکان کے ساتھ مخصوص نہیں کیا بلکہ اس میں عمومیت رکھی تا کہ سب ہی ضرورت منداس سے مستفید ہوں، اسی طرح بعض شرائع میں غلے کی زکوۃ بھی بیت المقدس میں پہنچائی جاتی تھی، وہاں وہ غلہ پکایا جاتا تھا اور مستحقین کو کھلایا جاتا تھا، یہ صورت ایک محدود معاشرے کے لیے تو مفید ہو سکتی ہے لیکن جو مذہب عالم گیر ہو، اور جس کی اتباع کرنے والے ہر طرف موجود ہوں ان کے حاجت مندوں کو کسی مخصوص مکان اور علاقے میں آکر زکوۃ وصول کرنے کا پابند بنانا کسی بھی صورت میں مناسب نہیں معلوم ہوتا اس لیے یہ مناسب سمجھا گیا کہ زکوۃ کو کسی خاص علاقے اور خطے میں محدود نہ کیا جائے بلکہ ضرورت و استحقاق کو معیار قرار دیا جائے۔ زکوۃ کے سلسلے میں امت محمدیہ کا ایک امتیاز یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اس کے مصارف متعین فرما دیئے چنانچہ قرآن کریم کی سورہ توبہ میں اُن آٹھ مصارف کی تفصیل موجود ہے جو شریعت کی جانب سے زکوۃ کے اہل قرار دیئے گئے ہیں، اگر مصارف متعین نہ ہوتے تو زکوۃ سے حاصل ہونے والا تمام سرمایہ سلاطین اور حکمرانوں کی ملکیت بن جاتا اور وہ اسے جس طرح چاہتے خرچ کرتے، جس کو چاہتے دیتے اور جس کو چاہتے نہ دیتے (سیرۃ النبی جلد ۵)

اسلام کا نظام زکوۃ: دیکھا جائے تو اسلام میں زکوۃ کا نظام بہت سی خوبیوں پر مبنی ہے، اور صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسے انتہائی دقت نظر کے ساتھ ترتیب دیا گیا ہے، زکوۃ کی ادائیگی کے لیے سال گزرنے کو شرط قرار دیا گیا ہے عموماً کاروبار کا معیار سالانہ آمدنی کے ساتھ مربوط ہوتا ہے، اور نفع و نقصان کے صحیح اندازے اور کاروبار میں ٹھہراؤ و استحکام کے لیے کم از کم سال بھر کی یہ مدت نہایت ضروری ہے، اس لیے یہ فرمایا گیا کہ جب سال گزر جائے اور جس قدر راس المال موجود ہو اس کا تخمینہ لگا کر زکوۃ دے دی جائے، پورے سال میں آپ نے کیا کمایا اور کہاں خرچ کیا، شریعت کو اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہے، اگر تمام سال کی آمدنی اور خرچ کو معیار بنا دیا جاتا تو یہ عبادت اس قدر مشکل ہو جاتی کہ لوگ اس سے گریز کرنے لگتے، پھر اموال میں اسلام نے تین چیزوں کو اصل اور قابل زکوۃ قرار دیا (۱) سونا چاندی یا سکہ رائج الوقت (۲) جانور (۳) پیداوار، پھر ان تینوں کی الگ الگ تفصیلات بیان کیں، ان کے نصاب متعین کئے، نصاب کی شرط پوری کرنے کے بعد وہ مقدار بتلائی جو زکوۃ میں ادا کی جاتی ہے یعنی چالیسواں حصہ، جانوروں کی مختلف قسموں میں ان کی مختلف تعداد پر ان کی قیمت میں کمی و بیشی کے لحاظ سے زکوۃ میں نکالی جانے والی تعداد متعین کی، اسی طرح پیداوار کی زکوۃ میں ان زمینوں کا فرق کیا جو بارش کے پانی سے سینچی جاتی ہیں یا انہیں قیمت ادا کر کے سیراب کیا جاتا ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے جس طرح ضرورت مندوں اور غریبوں کے حقوق کا خیال رکھا اسی طرح مالداروں کے ادنیٰ سے ادنیٰ حق کو بھی ضائع نہیں فرمایا۔ مصارف زکوۃ میں جو جامعیت ہے اس کی نظیر ادیان سابقہ میں کہیں نہیں ملتی مستحقین کا کوئی طبقہ ایسا نہیں ہے جس کو نظر انداز کیا گیا ہو، بلکہ بعض حالات میں اس مالدار صاحب نصاب کو مستحق زکوۃ قرار دیا گیا جو وطن سے دور حالت مسافرت میں غربت اور ناداری کا شکار ہو گیا ہو، یہ آٹھ مصارف اس قدر جامع ہیں کہ مسلم معاشرے کا کوئی فرد اگر وہ واقعی مستحق ہے زکوۃ کے مال سے محروم نہیں رہ سکتا۔

انسانی زندگی پر زکوۃ کا اثر: زکوۃ ایک عبادت ہے، جس طرح نماز عبادت ہے، ایک بندہ جب نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے اعضاء و جوارح کے عمل سے قیام و رکوع وجود کے ذریعے بارگاہ خداوندی میں اپنی عبودیت اپنی بندگی، اور اپنے عجز و انکسار کا مظاہرہ کرتا ہے تا کہ اس کی خوشنودی حاصل کر سکے، اور اس کی رحمتوں کا مستحق قرار پائے اس طرح انسان اپنے مال میں سے رب کے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق ایک خاص مقدار نکال کر اسی تذلل اور نیاز مندی کا مظاہرہ کرتا ہے جو اس نے نماز میں کیا ہے اور یہاں بھی اس کا مقصد رب کی خوشنودی کا حصول اور اس کی رحمت کی طلب و خواہش ہے۔ بسا اوقات دل میں حب مال اس قدر شدید ہوتی ہے کہ عام حالات میں ایک حبہ بھی خرچ کرنا اس کے لیے دشوار ہوتا ہے لیکن جیسے ہی اسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس مال کو وہ اپنا سمجھ رہا ہے وہ اس کا مالک حقیقی نہیں ہے اور جائز حدود میں وہ اس مال سے اس صورت میں متمتع ہو سکتا ہے جب وہ اس میں خدا تعالی کا حکم بجالائے چنانچہ وہ اپنی دولت بہ رضا و رغبت اللہ کے راستے میں خرچ کر دیتا ہے۔ اس عبادت کے ذریعے اللہ تعالی انسان کا دل ان رذائل سے پاک کر دیتا ہے جن کو ہم زر پرستی، خود غرضی اور بخل جیسے ناموں سے تعبیر کر سکتے ہیں، زکوۃ ادا کر کے مومن کا دل ایک صاف و شفاف آئینے کی طرح ہو جاتا ہے جس میں نہ حب مال کا کوئی بال ہوتا ہے اور نہ بخل اور کنجوسی کا کوئی غبار، پھر وہ اس عبادت کے ذریعے اپنے ہی جیسے دوسروں بندوں کی مدد کر کے جیسا قلبی سکون حاصل کرتا ہے ایسا سکون اسے کہیں میسر نہیں ہوتا، انسانی خدمت اور درمندی کا یہ پہلو اس کی اخلاقیات کو بلند کرتا ہے اور اس کی زندگی کو با معنی بنا دیتا ہے۔

اسلامی معاشرے پر زکوۃ کا اثر: زکوۃ کے ثمرات اور برکات سے مسلمان مستفید ہوتے ہیں اور کیوں کہ افراد معاشرے کا حصہ ہوتے ہیں اس لیے اسلامی معاشرہ بالواسطہ طور پر زکوۃ کے فوائد سے بہرہ ور ہوتا ہے، علماء نے اسلامی معاشرے پر مرتب ہونے والے اثرات کا گہرائی کے ساتھ تجزیہ کیا ہے، ماضی قریب کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا یوسف لدھیانوی الشہید نے اپنی کتاب "آپ کے مسائل اور ان کا حل" میں خصوصیت کے ساتھ اس موضوع پر گفتگو کی ہے، فقہ الزکوۃ میں علامہ یوسف قرضاوی نے بھی ان اثرات کا جائزہ لیا ہے، اور مولانا سید سلیمان ندوی نے بھی سیرۃ النبی جلد پنجم میں اس موضوع کے بعض پہلوؤں کا احاطہ کیا ہے، اگر ہم ان تینوں بزرگوں کی تحریروں کو سامنے رکھ کر زیر بحث موضوع کو سمیٹنا چاہیں تو زکوۃ کے مندرجہ ذیل فوائد سامنے آتے ہیں

(۱) آج پوری دنیا میں سوشلزم کی بات ہو رہی ہے، جس میں غریبوں کی فلاح و بہبود کا نعرہ لگا کر انہیں متمول (مالدار) طبقہ کے خلاف اکسایا جاتا ہے، اس تحریک سے غریبوں کا بھلا کہاں تک ہوتا ہے؟ یہ ایک مستقل موضوع ہے مگر میں یہاں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ امیر و غریب کی یہ جنگ صرف اس لیے پیدا ہوتی ہے کہ اللہ تعالی نے متمول طبقہ کے ذمہ پسماندہ طبقہ کے جو حقوق عائد کیے تھے اُن سے انھوں نے پہلو تہی کی، اگر پورے ملک کی دولت کا چالیسواں حصہ ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا جائے اور یہ عمل ایک وقتی سی چیز نہ رہے بلکہ ایک مسلسل عمل کی شکل اختیار کر لے اور امیر طبقہ کسی ترغیب و تحریص اور کسی جبر و اکراہ کے ہمیشہ یہ فریضہ ادا کرتا ہے اور پھر اس رقم کی منصفانہ تقسیم مسلسل ہوتی رہے تو کچھ عرصہ کے بعد آپ دیکھیں گے کہ غرباء کو امیروں سے شکایت ہی نہیں رہے گی اور امیر و غریب کی جس جنگ سے دنیا جہنم کدہ بنی ہوئی ہے وہ اس نظام کی بدولت راحت و سکون کی جنت بن جائے گی۔

(۲) مال و دولت کی حیثیت انسانی معیشت میں وہی ہے جو خون کی بدن میں ہے، اگر خون کی گردش میں فتور آجائے تو انسانی زندگی کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے اور بعض اوقات دل کا دورہ پڑنے سے انسان کی اچانک موت واقع ہو جاتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح اگر دولت کی گردش منصفانہ نہ ہو تو معاشرہ کی زندگی خطرہ میں ہوتی ہے اور کسی وقت بھی حرکت قلب بند ہو جانے کا خوف طاری رہتا ہے۔ حق تعالی نے دولت کی منصفانہ تقسیم اور عادلانہ گردش کے لیے جہاں اور بہت سی تدبیریں ارشاد فرمائی ہیں ان میں سے ایک زکوۃ و صدقات کا نظام بھی ہے اور جب تک یہ نظام صحیح طور پر نافذ نہ ہو اور معاشرہ اس نظام کو پورے طور پر ہضم نہ کر لے تب تک نہ دولت کی منصفانہ گردش کا تصور کیا جا سکتا ہے اور نہ معاشرہ اختلال و زوال سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

(۳) پورے معاشرہ کو ایک اکائی تصور کیجئے اور افراد کو اس کے اعضاء سمجھئے آپ جانتے ہیں کہ کسی حادثہ یا صدمہ سے کسی عضو میں خون جمع ہو کر منجمد ہو جائے تو وہ گل سڑ کر پھوڑے پھنسی کی شکل میں پیپ بن کر بہنے لگتا ہے، اسی طرح جب معاشرہ کے اعضاء میں ضرورت سے زیادہ خون جمع ہو جاتا ہے وہ بھی سڑنے لگتا ہے۔ اور پھر کبھی تعیش پسندی اور فضول خرچی کی شکل میں نکلتا ہے کبھی عدالتوں اور وکیلوں کے چکر میں ضائع ہوتا ہے کبھی بیماریوں اور ہسپتالوں میں لگتا ہے کبھی اونچی اونچی بلڈنگوں اور محلات کی تعمیرات میں برباد ہو جاتا ہے۔ قدرت نے زکوۃ و صدقات کے ذریعہ ان پھوڑے پھنسیوں کا علاج تجویز کیا ہے جو دولت کے انجماد کی بدولت معاشرے کے جسم پر نکل آتی ہیں۔ ان وجوہات کے سبب صاحب مال زکوۃ نکالیں۔

Scanned with CamScanner

زندگی کے کچھ تلخ تجربے

مولانا نور عالم خلیل امینی

اکثر لوگ زندگی کے بعد کے مرحلے میں بدل جاتے ہیں اور وہ ایسے نہیں رہ جاتے جیسے پہلے تھے، مثلاً پہلے مخلص، محبت پیشہ اور انسیت شعار تھے، بعد کی زندگی میں ان قدروں سے عاری، دوہرے پن اور قول وعمل کے تضاد کے بوجھ سے بھاری ہو جاتے ہیں، اکثر لوگ نوعمری میں اور قبل اِس کے کہ وہ زمانے کو آزمائیں اور زمانہ اُنہیں آزمائے اپنی سادہ فطرت پر ہوتے ہیں، اگر وہ محبت کرتے ہیں تو ان کی محبت بے لوث ہوتی ہے، اس میں کسی غرض اور خواہش کا شائبہ نہیں ہوتا، اگر وہ کسی شخص کو پسند کرتے ہیں تو یہ پسند دل کی آواز ضمیر کی پکار اور اعتقاد کا فیضان ہوتی ہے، اگر وہ کسی شے یا شخص کو ناپسند کرتے ہیں تو ناپسندیدگی کی اساس تمام تر ایجابی، عقلِ سادہ کا فیصلہ اور فکرِ شفاف کا تقاضا ہوتی ہے، جس میں کسی پیچیدگی، الجھاؤ اور مفاد پرستی کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔

لیکن عموماً زندگی کے قافلے کے آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ، یہ صورت حال باقی نہیں رہتی، حال آں کہ قافلۂ حیات نے اپنا سفر سادگی اور صاف دلی سے شروع کیا ہوتا ہے، عمر جتنی بڑھتی جاتی ہے، اسی قدر اِنسان کی فطرت اور اس کی طبعی سادگی بدلتی جاتی ہے؛ کیوں کہ اس نے زندگی کو آزمالیا ہوتا ہے، زمانے کے رنگ وآہنگ کو پہچان لیا ہوتا ہے، گرم وسرد کی اس کو شناخت ہو چکی ہوتی ہے، اس نے دھوپ چھاؤں کا مزہ چکھ لیا ہوتا ہے، وہ قول وعمل کے ڈھیر سارے اندازوں کو برت چکا ہوتا ہے، میدان ہائے حیات میں فتح وشکست کے راز ہائے سربستہ سے واقفیت حاصل کر چکا ہوتا ہے، اُن تدبیروں کی جان کاری بھی ہو چکی ہوتی ہے جن سے مثبت نتائج نکل سکتے ہیں اور ان کی بھی جن سے منفی نتائج کے برآمد ہونے کا خطرہ ہوتا ہے؛ لہٰذا پہلے وہ کچا تھا، اب پکا ہو چکا ہوتا ہے، پہلے شفاف تھا اب گدلا ہو چکا ہوتا ہے، پہلے سادہ تھا اب پیچیدہ ہو چکا ہوتا ہے، زندگی کی بدباطنی، معاشرے کی مکاری، انسانوں کی عیاری اور محبت کے جذبات کی تجارت کی فن کارانہ مہارت اور ہر گراں مایہ قدر اور انسانی عظمت کی نشانیوں سے ساحرانہ انداز میں فائدہ اٹھانے کی ان کی اداؤں کا تجربہ کر چکا ہوتا ہے، افسوس ناک بات ہے کہ عصرِ حاضر میں زندگی، معاشرہ اور انسانوں کی طرف سے، بالعموم انہی منفی ریوں کا اظہار ہوتا ہے۔

زندگی اور اس کی سنگ دلی، انسانی معاشرہ اور اُس کے قول وفعل کا تضاد، طرح طرح کے ان گنت انسانوں کا طویل تجربہ، انسان کو بچپن، نو جوانی اور جوانی کے زمانوں کے ریوں کی ڈگر سے ہٹا دیتا ہے اور زندگی کی چولوں کو ہلا کر رکھ دینے والے تلخ تجربات کی دھوپ چھاؤں سے ماورا، معصومانہ فطرت پر اُس کو باقی نہیں رہنے دیتا، اِن تجربوں میں خوشی وغم، راحت والم، ناگزیر مشاغل اور جسمِ انسانی کو لگنے والے پیہم امراض شامل ہیں، جو صرف جسمِ انسانی ہی کو متاثر نہیں کرتے؛ بلکہ انسان کی عقل وفکر پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں اور انہیں اپنی راہ تبدیل کرنے پر نہ صرف مجبور کر دیتے ہیں؛ بلکہ اپنی منوانے پر مصر ہوتے ہیں اور اپنے احکامات کی تعمیل اس طرح کرواتے ہیں کہ انسان، چاہنے کے باوجود، فطرت کی شفافیت، قدرت کے جمال اور سادگی کی ترجیحات پر باقی نہیں رہ پاتا۔

میں نے بہت سارے ہم عمروں کے ساتھ زندگی کا طویل دورانیہ جیا ہے، وہ شروع میں انتہائی پابندِ عہد، پرخلوص محبت کی علامت اور اخلاص کا پیکر تھے، اُن کی صحبت باعثِ انسیت، ان کی ہم نشینی باعثِ الفت اور اُن کی ہم راہی درد کا درماں ہوتی تھی، اُن کا ظاہر اُن کے باطن ہی کی طرح پاکیزہ تھا انہیں دیکھ کے دنیا جنت کدہ لگتی تھی اور زندگی محض خوشیوں سے عبارت محسوس ہوتی تھی، لیکن جب انہوں نے زندگی کی راہ کے کچھ فاصلے طے کر لیے اور اس تحاشا وفاداری اور انسانیت کی سچی تعبیر باقی نہیں رہی تھی جو بچپن میں تھی جب وہ محض ناتجربہ کار تھے، مجھے تجربہ کر کے حیرت ہوئی کہ ان میں سے کئی آدمی پتھر سے زیادہ سنگ دل ہو گئے، انسان اور چوپائے میں خط کھینچنے والا انسانیت کا زیادہ تر معنی ان میں باقی نہیں رہ گیا تھا، بعض دفعہ مجھے ان کی طرف سے ایسی جفا کا سامنا ہوا، جس کا سابقہ کسی اجنبی آدمی کی طرف بھی کبھی نہ ہوا تھا، اِس صورتِ حال سے شدید صدمہ ہوا؛ کیوں کہ اپنوں کا ظلم تلوار کی کاٹ سے زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے، جیسا کہ جاہلی عربی شاعر طرفہ بن العبد (تقریباً ۵۴۳ ـ تقریباً ۵۷۳ء) نے کہا ہے:

وَظُلْمُ ذَوِی الْقُرْبیٰ أَشَدُّ مَضَاضَةً

عَلَى النَّفْسِ مِنْ وَقْعِ الْحُسَامِ الْمُهَنَّدِ

اہل قرابت کا ظلم انسان کے دل کیلئے، ہندی تلوار کے وار سے زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے

اللہ کی توفیق سے اور اللہ ہی ہر کارِ خیر کی توفیق دیا کرتا ہے، یہ ناچیز زندگی کے اکثر گوشوں میں بڑی حد تک اپنی اصلی فطرت پر باقی رہا، لیل ونہار کی گردشیں بچپن کی شفافیت، اخلاص، وفاداری اور ان بہت ساری انسانی خصلتوں پر اثر انداز نہ ہو سکیں، جن کی وجہ سے میرے ہم عمر اور مکتب کے ساتھی مجھ سے ٹوٹ کے محبت کرتے اور دل سے چاہتے تھے، بچپن میں اگر کسی سے میرا کسی درجے کا تعلق قائم ہو گیا تھا تو وہ بعد کی ساری منزلوں میں علی حالہ اپنی اُسی سطح پر نہ صرف باقی رہا؛ بلکہ اقدار وآثار کی شناخت میں اضافے کے ساتھ ساتھ، اُس میں بھی کسی درجہ اضافہ ہی ہوا، نوجوانی، جوانی اور ادھیڑ عمری کے طویل سفر کے اتار چڑھاؤ سے خدا گواہ ہے کہ فطرت کی سادگی اور مزاج کی اولین شفافیت میں کوئی فرق نہیں پڑا اور آبگینۂ دل حالات وواقعات کی اُڑاتی ہوئی تہ بہ تہ گرد سے بھی الحمد للہ میلا نہ ہوا۔

غم والم سے گزرا، دشواری وآسانی کے انداز دیکھے محتاجی کے ڈھیر سارے نو کیلئے کانٹے عقل وفکر کو چھلنی کر گئے، محرومیوں کے شدید احساس سے دل کی گہرائیوں؛ بلکہ ضمیر کی پنہائیوں میں زبردست ٹیس محسوس ہوئی، اعصاب شکن اور یاس انگیز یتیمی کی تاریکی، راہِ حیات کو مبہم بنانے کے لئے سامانِ صد ہزار کے ساتھ کوشاں رہی، دشواریوں کے اتنے مرحلوں سے گزرا جن کا ہمارے ہم عمروں اور مکتب کے ساتھیوں میں سے کسی کو سابقہ نہیں پڑا؛ کیوں کہ قدرت نے مجھے یتیمی کا تلخ گھونٹ اُس وقت زہر مار کر کرایا تھا جب میں نے اپنی زندگی کے صرف تین ماہ ہی اِس آب وگل کی دنیا میں بتائے تھے، سایۂ پدری میرے سر سے کیا اٹھا کہ محرومیوں کی ستم ظریفیوں کی زبردست لو نے مجھے جھلسانا شروع کر دیا، لیکن اس کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کہ حالات کی سنگ دلی سے ماہرانہ طور پر نمٹنے کا قیمتی سبق ملتا گیا، یقیناً یہ توفیقِ الٰہی کی بات تھی، قدرت کچھ لیتی ہے تو کچھ دیتی ضرور ہے، سنت اللہ اِس کائنات میں یہ ہی ہے اور اسی اصول پر کائنات کا نظام استوار ہوا ہے، اِس سبق نے زندگی کے ہر آنے والے موڑ پر میری دست گیری کی اور مجھے کبھی تنہا ہونے نہیں دیا، احساسِ محرومی سے زیادہ انسان کو بہ جلد پختہ ذہن، پختہ عمل اور دور بین بنا دینے والی کوئی چیز میں نے زندگی میں نہیں دیکھی، یہ قدر انسان کو استقامت اور سلامت روی سے بھی ہم کنار کرتی ہے، مذکورہ خوبیوں کے ذریعے زندگی کی کشتی کسی بھنور میں پھنستی اور اگر خدانہ خواستہ پھنس جائے تو بہ آسانی اس سے نکل آتی ہے اور ساحلِ مراد سے جالگتی ہے۔

لیکن میں نے اپنے بہت سے ہم عمروں اور رفقائے درس بالخصوص رفقائے مکتب کو (جنہیں شفقتِ پدری کا گھنیرا سایہ تا زندگی نصیب رہا، نتیجتاً دیگر بے شمار وسائل زیست سے وہ ہمکنار رہے) پایا کہ وہ بچپن کی شفافیت، لڑکپن کی سادگی اور نوجوانی وجوانی کی صاف دلی کی معصومانہ اور دل برانہ حالت پر باقی نہ رہ سکے، یقین جانیے اُن میں سے بعض تو اتنے بدل گئے کہ مجھے قطعاً اندازہ نہ تھا کہ وہ دوئرخے پن اور حسن وبغض کی اِتنی گہری کھائی میں جا گریں گے، جس میں وہ گر گئے، میرے لئے یہ زندگی کا انوکھا اور غیر معمولی طور پر حیرت ناک تجربہ تھا؛ لیکن زندگی کی پختگی کی منزلوں نے بالآخر مجھے یہ بتا دیا کہ دنیا ہر آن ہونی کے ہو جانے کا نام ہے، یہ فانی کائنات ناگہانیوں، غیر متوقع صورتِ حال سے نمٹنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

زندگی میں بعض دفعہ بڑی کامرانیوں سے سرفراز ہوا، توقع تھی کہ مکتب کے ساتھی اور لڑکپن کے دوست، انہیں جان کر مجھ سے بھی زیادہ خوش ہوں گے، اُنہیں میرے اہلِ قرابت اور دیگر سارے اہل تعلق سے زیادہ سعادت مندی کا احساس ہوگا؛ لیکن یہ جان کر بڑا دکھ ہوا کہ اُنہیں میرے شادکامیوں اور کامرانیوں سے بے حد تکلیف ہوئی، زندگی میں دلِ ناتواں کو بہت سے صدمے سہنے پڑے؛ لیکن ''جگری دوستوں'' کی طرف سے یہ صدمہ، شاید زیادہ جاں کاہ اور دل گداز ثابت ہوا، جس کا اثر دل کی گہرائیوں میں تا حیات محسوس ہوتا رہے گا، سچ یہ ہے کہ زندگی کی رگڑ کھانے سے پہلے مجھے قطعاً معلوم نہ تھا کہ ہر انسان کے اندر، لاکھوں انسان ہوتے ہیں اور ایک پیکرِ خاکی، ان گنت روحوں کی آماجگاہ ہوتا ہے، مجھے ایمان لانا پڑا کہ ''مخلص دوستوں'' میں بے شمار منافقوں کی کھپت کا سامان ہوتا ہے اور ''بے تحاشا محبت'' کرنے والے، بے حد حسد کرنے والے ہو سکتے ہیں اور بالفعل ہوتے ہیں۔ ''بے ریا محبت'' طرح طرح کی کدورتوں سے ملوث ہو سکتی ہے، دنیا فانی ہے، اُس کی ہر شے فانی ہے؛ اِس لئے محبت کا خلوص بھی فانی؛ بلکہ خود محبت بھی فانی ہے، وہ دشمنی میں تبدیل ہو سکتی ہے۔

خدا کی توفیق سے بعض دفعہ کچھ لکھنے لکھانے کا موقع ملا، بحمد للہ یہ نگارشات بہت سے پڑھے لکھے لوگوں اور اہل علم کو پسند آئیں، دل نے کہا میرے بچپن کے ساتھیوں کو یہ اتنی پسند آئیں گی کہ وہ عش عش کرنے لگیں گے؛ کیوں کہ انہیں مجھ سے معصوم لڑکپن سے گہرا تعلق ہے، وہ میری خوبیوں سے اور اِسی طرح خرابیوں سے زیادہ واقف ہیں؛ لہٰذا اُنہیں یہ جان کر بے انتہا خوشی ہوگی کہ بچپن کی ''گیک ڈنڈیوں'' کے اُن کے ایک رفیق نے اتنا اچھا کام کیا ہے، اسی طرح برصغیر کے دو ممتاز بلکہ سب سے بڑے مدرسوں میں خدا کے فضل سے ناچیز کو تدریسی خدمت انجام دینے کے لئے از خود منتخب کیا گیا، خیال تھا کہ عہدِ لڑکپن کے رفقا واحباب اِس خبر سے اتنا مچلیں گے کہ شاید دیگر قریب ترین بھائی بندوں کو بھی اتنی مسرت نہ ہوگی؛ لیکن اُنہیں، دونوں امتیازات پر، جو مجھے حاصل ہوئے، بڑی رنجیدگی ہوئی، جس کا انہوں نے کئی رفیقوں سے اظہار کیا اور میرے اُن معائب سے اپنی ناگواری کا اظہار کیا، جن کا میری زندگی کے سارے فسانے میں کوئی ذکر نہ تھا؛ بلکہ علمی لیاقت کے تعلق سے بھی کئی سوالات اٹھائے، جن کا اٹھانا اُن کے لئے بعد از وقت کچھ مفید ثابت نہ ہوا، اِسی طرح کئی ایک ایسے کام اِس عاجز نے انجام دیے، جو اللہ کے فضل سے نافعِ خلائق تھے، اِسی لیے وہ نہ صرف پسندیدگی کے نظر سے دیکھے گئے؛ بلکہ بے پایاں تعریف واستحسان کا باعث بنے؛ لیکن یہ اُن دوستوں کی آنکھوں میں کانٹا بن کر چبھے، جن کے دل کو اِن سے ٹھنڈک پہنچنی چاہئے تھی۔

زندگی کے اُن تلخ تجربوں میں سے چند کی طرف یہ ہلکا سا اِشارہ تھا، جن سے مجھے گزرنا پڑا، سچ یہ ہے کہ میں اِن کا سامنا کرنے کے لئے قطعاً تیار نہ تھا، ذہنی طور پر، جسمانی طور پر؛ لیکن یہ زندگی ہے، جس میں کچھ چیزیں مسرت انگیز ہوتی ہیں، تو کچھ چیزیں الم انگیز؛ اِس لئے انسان کو کبھی بھی اُس کی کسی لذت ریزی پر اِترانا نہیں چاہئے؛ اس لئے کہ زندگی کی خوشیاں اور اکتسابات، اُس کے غموں اور محرومیوں سے کوئی نسبت نہیں رکھتے؛ لہٰذا ہمارا معاملہ زندگی کے ساتھ خوشی وغم میں سے کسی ایک کی طرف میلان میں اِفراط کا نہیں ہونا چاہئے اور ہمیشہ اِس یقین کو ذہن میں جمائے رکھنا چاہئے کہ قریب ترین دوست کسی دن بعید ترین ہو سکتے ہیں اور اِس کا الٹا بھی ہو سکتا ہے، یہاں کسی چیز کو ثبات نہیں اور زمانے کا رویہ کسی کے ساتھ یکساں نہیں رہتا، اگر آج ہمارا ہے تو کل کسی اور کا، یہاں کا غم بھی بے ثبات ہے اور خوشی اُس سے بھی زیادہ آنی وجانی ہے اور اُس کے ہر ڈھنگ کا ہر لمحہ فانی اور بے وفا ہے۔

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد اسعد اللہ قاسمی

غزہ کا نظام صحت تباہ، دورہ کرنے والے ڈاکٹروں کا 'مظالم' پر تبصرہ

فلسطین کا دورہ کرنے والے مغربی ممالک کے ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ غزہ میں صحت کا نظام منہدم ہو چکا ہے، برطانوی خبر رساں ادارے روئٹرز کے مطابق حالیہ مہینوں میں غزہ کا دورہ کرنے والے ان ڈاکٹروں نے اقوام متحدہ کی ایک تقریب میں اسرائیلی حملوں اور اس دوران ہونے والے 'خوفناک مظالم' کے بارے میں تفصیل سے بتایا، غزہ کا دورہ کرنے والے چار ڈاکٹروں کا تعلق امریکہ، برطانیہ اور فرانس سے ہے جو غزہ میں صحت کے نظام کی بہتری کے لیے مختلف ٹیموں کے ساتھ کام کر رہے ہیں جن کو پچھلے برس اکتوبر میں اسرائیلی حملے کے بعد سے شدید مشکلات کا سامنا ہے، غزہ کی وزارت صحت کا کہنا ہے کہ اسرائیلی حملے سے 23 / لاکھ کے قریب افراد بے گھر ہوئے ہیں جن کو فاقہ کشی کے بحران کا بھی سامنا ہے، زیادہ تر علاقہ ملیا میٹ ہو چکا ہے جبکہ 31 ہزار سے زائد افراد مارے جا چکے ہیں، غزہ میں برطانیہ کے ایک طبی امدادی ادارے کے ساتھ کام کرنے والے سرجن نک مینرڈ نے ایک دردناک منظر یاد کرتے ہوئے بتایا کہ انہیں ایک ایسی بچی دیکھنے کو ملی جو بری طرح جھلس چکی تھی اور اس کے چہرے کی ہڈیاں تک نظر آ رہی تھیں (ایجنسی)

گھروں کے ملبے پر افطاری، شام میں جاری غمناک رمضان

دنیا کے دیگر خطوں کی طرح شمال مغربی شام میں بھی رمضان جاری ہے؛ لیکن وہاں کے رہائشیوں کا افطار سب سے الگ ہے؛ کیونکہ وہ ایسا گھروں کے بجائے ملبے پر کر رہے ہیں، عرب نیوز کے مطابق 13 / برس سے جاری خانہ جنگی، شدید معاشی بحران اور گھروں کے کرایوں میں ہوشربا اضافے نے لوگوں کو ان مقامات کا رخ کرنے پر مجبور کیا ہے جو بموں سے تباہ ہو چکے ہیں، روایتی طور پر مسلمان رمضان کے مہینے کے دوران صبح سے سورج ڈوبنے تک کھانا پینا بند کرتے ہیں اور مغرب کے وقت روزہ کھول لیتے ہیں، جس کے لیے کھانے پینے کا سامان استعمال کیا جاتا ہے؛ لیکن شام میں صورت حال گزرتے وقت کے ساتھ مشکل تر ہوتی جا رہی ہے (الجزیرہ اردو)

دھوکہ دہی سے فوائد کا حصول، عراق کے سابق وزیر دفاع سویڈن سے گرفتار

عراق کے سابق وزیر دفاع نجاح الشمری کو سویڈن پہنچنے پر مختصر وقت کے کے لیے گرفتار کر لیا گیا، خبر رساں ادارے اے ایف پی کے مطابق منگل کو پراسیکیوٹر نے بتایا کہ 'سابق عراقی وزیر دفاع نجاح الشمری کو دھوکہ دہی کے ایک مقدمے میں گرفتار کیا گیا، پبلک پراسیکیوٹر جینس نیلسن نے اے ایف پی کو بتایا کہ نجاح الشمری کو پیر کو اس وقت حراست میں لیا گیا جب وہ سٹاک ہوم کے ارلینڈا ایئرپورٹ پر اترے، جینس نیلسن نے مزید کہا کہ ان کے خیال میں نجاح الشمری کو حراست میں لینے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ انہوں نے اپنے وکیل کے ساتھ یہ معاہدہ کیا ہوا تھا کہ وہ اگلے دن پوچھ گچھ کے لیے پیش ہوں گے۔

مالدیپ میں 10 مئی کے بعد بالکل نہ نظر آئے کوئی ہندوستانی فوجی...

مالدیپ کے صدر محمد معیزو نے اپنی ہندوستان مخالف بیان بازی کو تیز کر دیا ہے، ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ 10 / مئی کے بعد کوئی بھی ہندوستان فوجی حتیٰ کہ سویلین لباس میں بھی ان کے ملک کے اندر موجود نہیں ہوگا، مالدیپ کے مقامی نیوز پورٹل Edition.mv کی ایک رپورٹ کے مطابق، چین نواز معیزو نے یہ تبصرے اینولا میں اپنے دورے کے دوران با اینول آئیدھافش کی رہائشی برادری سے خطاب کرتے ہوئے کئے، انہوں نے کہا کہ "لوگ حالات کو خراب کرنے کے لیے جھوٹی افواہیں پھیلا رہے ہیں" کیونکہ ان کی حکومت ملک سے ہندوستانی فوجیوں کو باہر نکالنے میں کامیاب رہی ہے، ان کا یہ بیان ایک ہفتہ سے بھی کم وقت کے بعد آیا ہے جب ایک ہندوستانی سویلین ٹیم مالدیپ پہنچی تھی تاکہ ہندوستانی فوجیوں کے انخلاء کے لئے دونوں ممالک کی طرف سے 10 مارچ کی ڈیڈلائن سے پہلے جزیرے کے ملک میں تین ایوی ایشن پلیٹ فارمز میں سے ایک کا چارج سنبھال سکے (ایجنسی)

متحدہ عرب امارات میں دبئی کورٹ کا کارکن کو دو لاکھ درہم معاوضہ ادا کرنے کا حکم

متحدہ عرب امارات میں دبئی کی سول کورٹ نے ایک کمپنی کو اپنے ملازم کو دو لاکھ درہم معاوضہ ادا کرنے کا پابند کیا ہے، الامارات الیوم کے مطابق ایک کارکن نے عدالت سے رجوع کر کے استدعا کی تھی کہ اسے کمپنی سے پانچ لاکھ درہم کا معاوضہ دلوایا جائے؛ کیونکہ کمپنی کے مالکان نے اس پر اپنے تنخواہ کے لیٹر میں جعلسازی کا الزام لگایا تھا، کارکن پر الزام تھا کہ اس نے تنخواہ کا معاہدہ 5 ہزار درہم سے بڑھا کر 20 ہزار درہم ظاہر کیا تھا، کمپنی نے کارکن پر بدنیتی کا الزام لگا کر اسے سفر سے بھی روک دیا تھا جس کے نتیجے میں وہ اپنی بیمار ماں سے نہ مل سکا جبکہ انتقال پر تدفین میں بھی شریک نہ ہو سکا، عدالت نے ملازم اور کمپنی کے بیانات کے حوالے سے تمام شواہد جمع کرنے کے بعد ملازم کو تمام الزامات سے بری قرار دیا، عدالت نے کمپنی کو حکم دیا کہ وہ ملازم کو 2 / لاکھ درہم ادا کرے نیز رقم کی ادائیگی کرنے تک پانچ فیصد منافع، مقدمے کے اخراجات اور وکیل کا محنتانہ بھی ادا کیا جائے (الجزیرہ)

امریکی سیاحتی کمپنی کی خلا میں دنیا کا پہلا ڈنر کروانے کی تیاری

امریکہ کی لگژری سپیس سیاحتی کمپنی سپیس وی آئی پی انسانوں کو سپیس میں لیجا کر کھانے کی پیشکش کر رہی ہے، امریکی میڈیا رپورٹس کے مطابق چھ مسافر اس مشن کا حصہ بنیں گے جنہیں سطح سمندر سے ایک لاکھ فٹ کی بلندی پر لے جا کر ڈنر کروایا جائے گا، مسافروں کو سپیس پر سپیکٹو کمپنی کے بنائے گئے نیپچون نامی خصوصی خلائی کیپسول میں بٹھا کر ایئر بیلون کے ذریعے خلا کی سرحد تک پہنچایا جائے گا۔ (ایجنسی)

تعلیم و روزگار

ہیڈ ماسٹر کے 40247 عہدوں پر بحالیاں

بہار لوک سیوا آیوگ (BPSC) نے ہیڈ ماسٹر کے 4024 عہدوں پر بحالیوں کے لئے، درخواست کی فیس کیٹگری کے اعتبار سے 200 روپے سے لے کر 750 روپے تک، رقم کی ادائیگی آن لائن کی جائیگی، درخواست بھیجنے کی آخری تاریخ: 02/04/2024 ہے۔

ریلوے میں ٹیکنیشین کی 9144 آسامیاں

ریلوے ریکوائیرمینٹ بورڈ (آر آر بی) نے انڈین ریلوے میں ٹیکنیشین کے 9144 عہدے کے لئے بحالیاں نکالی ہے، عہدہ کا نام: ٹیکنیشین، درخواست کی فیس 500 روپے، ایس ٹی / ایس سی اور عورتوں کے لیے 250 روپے، رقم کی ادائیگی آن لائن کی جائیگی، درخواست بھیجنے کی آخری تاریخ 09/04/2024 ہے، www.indianrailwayas.gov.in

پولیس کانسٹیبل کے 3734 عہدوں پر بحالی کے لئے درخواست دیں

مغربی بنگال پولیس رکوائیرمینٹ بورڈ (WBPRB) نے 3734 آسامیوں پر بھرتی کے لیے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے، اس میں مردوں کے لیے 3464 اور خواتین کے لیے 270 آسامیاں مختص ہیں، امیدواروں کو بنگالی زبان کا علم ہونا ضروری ہے، اہل اور دلچسپی رکھنے والے امیدوار بورڈ کی آفیشل ویب سائٹ پر جا کر آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست دینے کی آخری تاریخ 29 مارچ 2024 (رات 11:59 بجے تک) مقرر کی گئی ہے، درخواست کی فیس: ریاست مغربی بنگال کے ST/SC زمرے کے لیے 20 روپے، ریاست کے دیگر زمرے کے لیے یہ 170 روپے ہے، ادائیگی آن لائن کرنی ہوگی، ویب سائٹ: https://wbpolice.gov.in، ای میل: policewb@gmail.com

گریجویٹ انجینئر ٹرینی کے 277 عہدوں کے لئے آن لائن درخواست دیں

نیشنل ایلومینیم کمپنی لمیٹڈ (NALCO) نے گریجویٹ انجینئر ٹرینی کی 277 آسامیوں پر بھرتی کے لیے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے، اس کے تحت مختلف ٹریڈ کے انجینئر امیدواروں کا انتخاب کیا جائے گا، منتخب امیدواروں کو ایک سال کی تربیت دی جائے گی، اہل امیدوار 02 / اپریل 2024 تک آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست کی فیس: جنرل زمرہ، او بی سی زمرہ اور ای ڈبلیو ایس زمرہ سے تعلق رکھنے والے امیدواروں کو 500 روپے ادا کرنے ہوں گے، دیگر امیدواروں کے لیے 100 روپے ادا کیے جائیں گے، آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ: 02 / اپریل 2024 (شام 5 بجے) تک ہے، ویب سائٹ: https://nalcoindia.com، ہیلپ لائن نمبر: 8895597451، 8895597809

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

المعهد العالی للتدریب فی القضاء والافتاء

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ، قاضی نگر، پھلواری شریف، پٹنہ (بہار)

اعلان داخلہ برائے تربیت قضاء و افتاء

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کی زیر نگرانی "المعهد العالی للتدریب فی القضاء والافتاء" کے نام سے ایک ادارہ شوال ۱۴۱۸ھ سے قائم ہے، جس میں تربیت قضاء و افتاء میں ایسے باصلاحیت فضلاء کو داخلہ دیا جاتا ہے جن کو فقہ اسلامی سے مناسبت ہو، تاکہ وہ کتاب و سنت، فقہ اور مصادر فقہ پر گہری نظر کے ساتھ احوال و عرف زمانہ سے آشنا ہو کر عصر حاضر کے درپیش چیلنجز کا سامنا کرنے کے اہل ہو سکیں اور ان کے اندر ملک میں قانون شریعت کے تحفظ اور عائلی نزاعات کے حل کے لئے قائم ہونے والے دار القضاء و دار الافتاء کی ذمہ داریاں سنبھالنے کی صلاحیت پیدا ہو سکے۔ اس معہد کا نصاب دو سالہ ہے، جس میں فقہ القرآن، فقہ الحدیث، مقاصد شرع، فقہ، اصول فقہ، قواعد فقہ، اصول افتاء اور فرائض کے علاوہ مسلم پرسنل لاء کے ابواب پر خصوصی نظر اور قضاء و افتاء کی خصوصی تربیت و عملی مشق کرائی جاتی ہے۔ بقدر ضرورت انگریزی، ہندی اور کمپیوٹر کی بھی تعلیم دی جاتی ہے۔ طلبہ کے قیام و طعام کا نظم معہد کی طرف سے ہے۔ اس کے علاوہ سال اول کے طلبہ کو -/600 روپئے اور سال دوم کے طلبہ کو -/800 روپئے ماہانہ بطور وظیفہ دیے جاتے ہیں۔

سال اول میں داخلہ کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں۔ داخلہ کے لئے مستند اداروں اور مدارس سے فارغ شدہ ایسے طلبہ درخواست دے سکتے ہیں جنہوں نے ممتاز نمبرات سے کامیابی حاصل کی ہو اور جنہیں معہد کے مقاصد سے دلچسپی ہو۔ مورخہ ۱۲-۱۳ / شوال ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۲-۲۳ / اپریل ۲۰۲۴ء روز پیر تا منگل تربیت قضاء و افتاء میں داخلہ کے لئے تقریری امتحان ہوگا اور ۱۴ / شوال ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۴ / اپریل ۲۰۲۴ء روز بدھ تحریری امتحان ہوگا۔

درخواست کے ساتھ عالمیت یا فضیلت کے نتائج امتحان کی مصدقہ کاپی ارسال کریں۔ اگر کسی وجہ سے آخری امتحان کے نتائج درخواست کے ساتھ نہ بھیج سکیں تو امتحان داخلہ کے وقت ساتھ لائیں۔

داخلہ کے خواہش مند طلبہ مورخہ ۱۲ / شوال ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۲ / اپریل ۲۰۲۴ء روز پیر کی صبح تک المعہد پہنچ جائیں تاکہ داخلہ امتحان میں شریک ہو سکیں۔ درخواست بنام سکریٹری المعہد العالی امارت شرعیہ قاضی نگر، پھلواری شریف پٹنہ ۸۰۱۵۰۵ (بہار) ارسال کریں۔ درخواست میں اپنا نام مع ولدیت، سکونت، رابطہ کا پتہ، کہاں تعلیم حاصل کی ہے، ضرور لکھیں۔ ضروری ہے کہ اچھی سیرت و کردار کا تصدیق نامہ بھی منسلک کریں۔ داخلہ کے وقت سابق ادارہ کی سند یا تصدیق نامہ اور جائے سکونت کا رہائشی سرکاری سرٹیفکیٹ (دونوں کی اصل کاپی) داخل کرنا ضروری ہوگا۔

عبد الباسط ندوی
سکریٹری المعہد العالی

AL-MAHAD-UL AALI IMARAT SHARIAH Quazi Nagar, Phulwari Sharif, Patna (Bihar)801505
Email: almahadulaali@rediffmail.com/hotmail.com Phone:0091-0612-2555661

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

گجرات یونیورسٹی کے ہاسٹل میں نمازی طلبہ پر حملہ کرنے والے ملک اور انسانیت کے دشمن شرپسندوں کو فوراً گرفتار کیا جائے: امیر شریعت

دستور نے ہر شخص کو مذہب پر عمل کی مکمل آزادی دی ہے، اور اس کی مٹی میں بھی یہ عنصر شامل ہے، یہاں سب لوگ صدیوں سے ایک ساتھ امن وسکون، محبت واحترام کے جذبہ کے ساتھ زندگی گذارتے ہیں، مختلف مذاہب ومسالک کے لوگ اپنے اپنے مذہب کے مطابق عبادتیں کرتے ہیں لیکن دنیا کے سامنے اس وقت ملک کے دستور اور تہذیب کی دھجیاں اڑتی نظر آتیں ہیں۔

احمد آباد کی گجرات یونیورسٹی ہاسٹل کے اے بلاک میں مسلم طلبہ جو افغانستان، ازبکستان، بنگلہ دیش، شام اور افریقی ممالک کے باشندے ہیں وہ رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں تراویح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ اسی دوران: B بلاک کے دوسو سے زائد شرپسند نے جے شری رام کے نعرے لگاتے ہوئے نمازگاہ آپہونچے اور نمازی لڑکوں کی پٹائی شروع کردی، پتھر بازی اور توڑ پھوڑ تک کی جس سے ۵/۶ طلبہ بری طرح زخمی ہوگئے، لیپ ٹاپ، اے سی، الماری، میز، میوزک سسٹم کو توڑ پھوڑ ڈالا، اس طرح نازیبا حرکت پر اپنے سخت ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی نے فرمایا اس مذموم وناشائشہ حرکت وعمل سے ہمارا ملک عالمی سطح پر بدنام ہوا ہے، آخر وہ مسلم طلبہ اپنی عبادت وریاضت پرامن طریقے سے انجام دے رہے تھے اور اچانک ان پر حملہ آور ہونا کیا انسانیت اور شرافت کے منافی نہیں ہے، اور پھر یہ کہ یہ واقعہ ایک ایسی ریاست میں پیش آیا جہاں کے مودی کی مثال دی جاتی ہے کیا یہی گجرات ماڈل ہے، یہاں کے آئین ودستور نے سب کو اپنے مذہب پر عمل کی آزادی دی ہے اور وہ مہمان مسلم طلبہ جو تعلیم حاصل کررہے ہیں ان کے ساتھ غیر اخلاقی اور غیر دستوری حرکت کرنا نہایت ہی شرمناک ہے، جس سے پوری دنیا میں اس ملک کی بدنامی ہوئی ہے، ہم اس واقعہ کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں، اور ریاست کے وزیر داخلہ اور ایڈیشنل پولس کمشنر سے مطالبہ کرتے ہیں ایسے شرپسند حملہ آوروں کو جلد گرفتار کرے اور قرار واقعی سزا دے کہ آئندہ اس طرح کی حرکت کرنے کی جرأت نہ کرسکے تاکہ ملک کی تہذیبی اور قانونی حیثیت برقرار رہے اور عالمی سطح پر ملک کی بدنامی سے محفوظ رہے۔

گھورن (سوپول) میں امارت شرعیہ کے طرف سے دوسرے مرحلے کی امداد میں نئے کپڑوں کی تقسیم مزید بازآبادکاری کے لئے فکرمند

امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ کی ہدایت پر امارت شرعیہ کی ایک ٹیم مولانا مفتی محمد سہراب ندوی کی قیادت میں ضلع سوپول کے گھورن گاؤں میں پہونچ کر کئی دنوں سے آتشزدگان کی امدادکاری میں مصروف ہیں، اس ٹیم میں مولانا مزمل حسین قاسمی مبلغ امارت شرعیہ، مولانا رئیس احمد مبلغ امارت شرعیہ، علاقے کے ذمہ داران امارت شرعیہ کے ضلع سکریٹری جناب جمال الدین، مفتی نہال ندوی، قاری نجم الدین رحمانی، قاضی شریعت مفتی ابوالقاسم رحمانی وغیرہ شریک ہیں، اس وقت آتشزدگان کو سب سے پہلے سامان افطار وسحر اور برتنوں سے مدد کی گئی ہے اور دوسرے مرحلہ میں کپڑوں سے نوازا گیا ہے اور جو لوگ کھلے آسمان کے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہیں ان کے لئے چھت کا انتظام کرنے میں لگے ہوئے ہیں، اس موقع پر قائد وفد جناب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے اپنے پیغام میں کہا کہ امارت شرعیہ سو برسوں سے ملک کے کسی بھی حصہ میں فرقہ وارانہ فساد ہوتا ہے یا قدرتی آفت آتی ہے تو وہاں پہونچ کر بلاتفریق مذہب وملت خالص انسانیت کی بنیاد پر مظلوم وبے کس اور ضرورت مند انسانوں کی مدد کرتی رہی ہے، سوپول کے گھورن گاؤں میں بھی امارت شرعیہ کی ٹیم آتشزدگان کی مدد کے لیے پہونچی ہے اور حضرت امیر شریعت مدظلہ کے حکم وہدایت کے مطابق جائزہ رپورٹ کی بنیاد پر منظم طریقہ پر کام کررہی ہے؛ جیسا کہ اس کی روایت رہی ہے، انہوں نے اہل خیر حضرات سے اپیل کی ہے کہ وہ امارت شرعیہ کے یہ ٹیم جو سوپول میں موجود ہے اس کی زیادہ سے زیادہ تعاون کریں تاکہ امارت شرعیہ اپنے منصوبے کے مطابق راحت رسانی کا کام انجام دے سکے۔

چکنی بنیاں (سوپول) آتشزدگان کے درمیان امارت شرعیہ نے چلائی راحت کاری مہم

گھورن سوپول کی ابھی آگ ٹھنڈی بھی نہیں ہوئی کہ ایک بار پھر سرائے گڑھ بلاک کے چکنی بنیاں گاؤں میں آگ زنی کا واقعہ پیش آیا جس میں گھریلو سامان، مویشی اور 96 خاندان کے مکانات جل کر راکھ ہوگئے جونہی اس واقعہ کی اطلاع امارت شرعیہ کے ہیڈکوارٹر میں پہونچی تو امیر شریعت احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم کی ہدایت پر مفتی محمد سہراب صاحب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی قیادت میں امارت کی ایک ٹیم آتشزدگان کی امداد کے لئے جائے وقوع پر پہونچی حالات کا جائزہ لیا، فوری طور پر تمام متاثرین کے درمیان سحر وافطار کے سامان، بچوں اور بڑوں کے کپڑے اور نقد رقم تقسیم کئے گئے، اس کے بعد ضرورت محسوس ہوئی کہ کچن کے سامان بھی دیے جائیں لہذا 96 لوگوں کو کچن کا سامان بھی دیا گیا، امارت شرعیہ کی جانب سے جو وفد وہاں پہونچی ان میں مفتی محمد ارشد علی رحمانی قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ مہدولی ضلع دربھنگہ، مفتی محمد ابوالقاسم رحمانی صاحب قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ گودام والی مسجد ضلع سوپول، مولانا مزمل حسین صاحب قاسمی، مولانا زین الحق صاحب مبلغین امارت شرعیہ، الحاج محمد احسان الحق صاحب صدر تنظیم امارت شرعیہ ضلع سوپول، محمد جمال الدین صاحب سکریٹری تنظیم امارت شرعیہ ضلع سوپول، مفتی محمد نہال صاحب ندوی جوائنٹ سکریٹری ضلع کمیٹی، حافظ محمد نسیم اقبال صاحب رکن تنظیم امارت شرعیہ ضلع سوپول، محمد جمن صاحب نائب سکریٹری نگر پریشد تنظیم امارت شرعیہ ضلع سوپول، محمد زین العابدین صاحب نائب سکریٹری سرائے، محمد حماد احمد یزدانی صاحب سکریٹری تنظیم امارت شرعیہ تروینی گنج سوپول، مولانا ناظم صاحب تروینی گنج مولانا محی الدین صاحب وغیرہ شریک تھے۔

ہندوستانی جیلوں میں مسلمان قیدیوں کی تعداد - ایک لمحہ فکریہ

ابوسجاد مولیپوری

17 ستمبر 2022 کو دی وائر ویب سائٹ پر نیشنل کرائم ریکارڈ کی ایک چونکا دینے والی رپورٹ نظر سے گزری، رپورٹ میں ہندوستان کی جیلوں میں مسلم قیدیوں کے اعداد وشمار مذکور تھے، ان اعداد وشمار کو دیکھ کر یقین کرنا مشکل نہیں ہوگا کہ سرکاری عملہ مسلم مخالفت اور انہیں برباد کرنے کے لئے کس حد تک پہنچ گیا ہے اور حکومتی سطح پر اسلاموفوبیا کی کوشش کس قدر تیز ہوگئی ہے، ذیل میں دئے گئے اخباری رپورٹ سے ہر شخص اس کا اندازہ کرسکتا ہے، نیز من حیث القوم مذکور رپورٹ ہمیں فکر دلاتی ہے کہ ان کی رہائی کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ اور ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کرتی ہے کہ مستقبل میں قوم کو اس ذلت سے بچانے کے لئے کیا اقدامات کئے جانے چاہئے؟ رپورٹ: نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو کی طرف سے جاری جیلوں کی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستانی جیلوں میں قانونی حراست میں رکھے گئے 30 فیصد سے زیادہ قیدی مسلمان ہیں، جو مسلم آبادی کے تناسب سے دوگنی تعداد ہے۔ جیل کی شماریات (اسٹیٹکس) انڈیا - 2021 کا حوالہ دیتے ہوئے دی ہندو نے بتایا ہے کہ 2021 میں ہندوستانی جیلوں میں حراست میں رکھے گئے قیدیوں میں 30 فیصد سے زیادہ مسلمان تھے، جبکہ مردم شماری - 2011 کے مطابق ملک کی آبادی میں مسلم کمیونٹی کی حصہ داری صرف 2.14 فیصد ہے۔ غور طلب ہے کہ ہندوستانی جیلوں میں چار قسم کے قیدی رہتے ہیں۔ پہلے، مجرم، یعنی وہ لوگ جو کسی جرم کے مرتکب پائے گئے ہوں اور انہیں عدالت نے سزا سنائی ہو۔ دوسرے، زیر سماعت قیدی، جن پر اس وقت عدالت میں مقدمہ چل رہا ہو۔ تیسرے، حراستی، جن کو قانونی طور پر حراست میں رکھا گیا ہو۔ چوتھے، وہ جو ان تینوں زمروں میں سے کسی سے تعلق نہیں رکھتے اور جو قیدیوں کی مجموعی تعداد کا بہت چھوٹا حصہ ہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ سال 2021 کے دوران، آسام میں 61 فیصد مجرم اور 49 فیصد زیر سماعت قیدی مسلمان تھے، جبکہ مسلم کمیونٹی ریاست کی آبادی کا 34 فیصد ہے۔ جن ریاستوں میں حراست میں رکھے گئے قیدیوں کی تعداد نسبتاً زیادہ ہے، وہاں حراست میں رکھے گئے مسلمانوں کی حصہ داری آبادی کے تناسب سے زیادہ پائی گئی۔ ان میں گجرات، اترپردیش، ہریانہ اور مرکز کے زیر انتظام جموں وکشمیر شامل ہیں۔ نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو کی طرف سے جاری کردہ جیل کے اعداد وشمار - 2021 (جیل اسٹیٹکس انڈیا) کے حوالے سے دی ہندو نے اطلاع دی ہے کہ گجرات کی جیلوں میں کل 372 مسلمان حراست میں بند تھے، جو وہاں حراست میں بند کل قیدیوں کا 31 فیصد تھا۔ جبکہ گجرات میں مسلم آبادی (مردم شماری 2011 کے مطابق) 10 فیصدی ہے۔ اترپردیش کی بات کریں تو وہاں کی جیلوں میں 222 مسلمان قید تھے، جو وہاں کی جیلوں میں حراست میں بند کل قیدیوں کا 57 فیصد تھے۔ جبکہ اترپردیش میں مسلمانوں کی آبادی (مردم شماری 2011 کے مطابق) 19 فیصدی ہے۔ وہیں جموں وکشمیر کی جیلوں میں سال 2021 میں 252 مسلمان حراست میں قید تھے۔ یہ تعداد وہاں کی جیلوں میں حراست میں بند کل قیدیوں کا 94 فیصد تھی۔ جبکہ اس یونین ٹیریٹری میں مسلم آبادی 69 فیصد ہے (2011 کی مردم شماری کے مطابق)۔ ہریانہ کی جیلوں میں تو حراست میں بند تمام قیدی مسلمان تھے۔ 2021 میں کل 41 قیدیوں کو ہریانہ کی جیلوں میں حراست میں رکھا گیا تھا، یہ بھی مسلمان تھے یعنی 100 فیصد۔ جبکہ ہریانہ میں مسلم آبادی (مردم شماری 2011 کے مطابق محض 7 فیصدی ہے"۔ (ماخوذ: السٹریشن: پری پلب چکرورتی / دی وائر نئی دہلی)

اعلان رویت ہلال اور خانقاہ مجیبیہ

محمد آیت اللہ قادری، خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف پٹنہ

گذشتہ ماہ ۲۱؍فروری ۲۰۲۴ء کو امیر شریعت امارت شرعیہ جناب احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے دوران ملاقات "نقیب" کے لئے مضمون لکھنے کی فرمائش کی، فی الوقت بہ تقاضائے ضرورت چند سطور پیش ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دین عطا فرمایا، وہ دین اسلام ہے، جو اللہ تک پہنچنے کا واحد ذریعہ ہے، یہ وہ کامل اور جامع ترین دین ہے، جس میں رہتی دنیا تک کے لئے زندگی کے تمام مسائل کا اصولی حل بتا دیا گیا ہے، ہر ایک مسئلہ کا حل اسلام کے سایہ میں قیامت تک ملتا رہے گا، کسی دوسرے مذہب سے استفادے کی اہل ایمان کو ضرورت نہیں ہے؛ البتہ اس تمام تر حل کی بنیاد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی اور ان کی کامل اتباع پر موقوف ہے، حضرت شارع علیہ السلام جب تک بہ نفس نفیس حیات ظاہری کے ساتھ جلوہ گر تھے، مسلمانوں کی اولین جماعت اس شمع رسالت کے اردگرد پروانے کی مانند رہ کر دینی احکام مکمل طور پر سیکھتی رہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کسی اختلاف کی گنجائش نہ تھی، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان عظیم ہے کہ اپنے بعد پوری امت کو شیرازہ بند رکھنے کیلئے اپنے خلفائے راشدین کی اتباع کو لازم قرار دیا؛ چنانچہ وصال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام صحابہ علمی و اجتہادی اختلافات کے باوجود ایک مرکز پر قائم رہے؛ البتہ جب اسلام کا دائرہ وسیع تر ہوگیا، صحابۂ کرام کی جماعت نے مختلف خطۂ ارض میں پہنچ کر اسلام کی اشاعت فرمادی، سالفین امت کے فقہاو محدثین نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور نمونۂ عمل کو مدون کردیا، اس کے بعد ایک نقطہ پر جمع رہنے کے لئے یہ لازم ہوا کہ مسلمان اپنے علاقے میں موجود نائبین رسالت کی رہنمائی میں دینی امور کو سرانجام دیں، آج بھی جو لوگ اپنے علمائے صالحین کی قیادت میں اپنے دینی امور کو سرانجام دے رہے ہیں، وہ یقیناً بے راہ روی کے شکار ہونے سے محفوظ ہیں، یہ صورت صحیح معنوں میں ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کی بہترین صورت ہے، اس سلسلے میں علمائے حق کا بھی یہ منصبی فریضہ ہے کہ وہ عام مسلمانوں کے دینی امور میں سہولت اور ان کو انتشارات سے بچائے رکھنے کے لئے اجتماعی مسائل میں ملکی اور علاقائی سطح پر باہمی اتفاق کے ساتھ تمام امور میں رہنمائی کا سامان فراہم کریں، صدیوں سے علمائے ربانیین کی شش جہت کوششیں جاری رہی ہیں، الحمدللہ! خانقاہ مجیبیہ اس سلسلے میں شروع دور سے کام کرتی رہی ہے اور آج بھی مسلمانوں کے دینی و اجتماعی مسائل میں اتفاق کے ساتھ کام کرنے کو شرعی بنیاد پر اہمیت دیتی ہے، اس وقت جس مسئلہ میں ملکی سطح پر مسلمانوں کو انتشارات سے بچائے رکھنے کے لئے مجھے کچھ وضاحت کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی وہ خانقاہ مجیبیہ سے رویت ہلال کا اعلان ہے، اس سلسلے میں چند باتیں عرض کی جاتی ہیں، امید ہے نئے اہل علم اس وضاحتی تحریر کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے مسلکی اختلافات سے نکل کر اتفاق کے ساتھ دینی مسائل کو حل کرنے کی کوشش پیہم کریں گے۔

صوبہ بہار میں چاند کا اعلان سب سے پہلے خانقاہ مجیبیہ سے شروع ہوا، خانقاہ کے بزرگوں نے قوم کی ضرورت کا خیال کرتے ہوئے آج سے تقریباً ڈھائی سو سال قبل افطار و اختتام سحر کا اعلان شروع کیا تھا، حضرت مخدوم شاہ نعمت اللہ قادری قدس سرہٗ، خانقاہ کے پہلے سجادہ نشیں تھے، ۱۱۹۱ھ میں اپنے والد کی جگہ پر جانشین ہوئے، انہوں نے اہل بہار بالخصوص پٹنہ اور پھلواری شریف کے لوگوں کی سہولت کے لئے چاند کا اعلان شروع کرایا تھا، افطار اور اختتام سحر کا اعلان جو خانقاہ مجیبیہ سے پورے رمضان ہوتا ہے اور جہاں تک آواز پہنچتی ہے لوگ اس پر افطار کرتے ہیں اور اسی پر روزہ رکھتے ہیں، یہ اعلان حضرت کے عہد پاک میں نقارہ بجا کر کیا جاتا تھا، جس کی آواز پھلواری اور اس کے مضافات تک پہنچ جایا کرتی تھی، ہر ماہ پابندی کے ساتھ چاند دیکھنے کا اہتمام کیا جاتا تھا اور رویت کی تحقیق کے بعد اسی وقت نقارہ بجا دیا جاتا تھا، یہ سب قدیم معمول آج بھی بالالتزام جاری ہے، فرق صرف یہ ہے کہ اعلان کا طریقہ بدل گیا ہے، نقارے کی جگہ اخبار، ریڈیو اور سائرن نے لے لی ہے۔

پچاس پچپن سال پہلے تک نقارے کا ڈھانچہ موجود تھا جو بہت بڑا تھا، اس کا قطر چار فٹ سے کم نہ تھا، اہل پھلواری اور اہل شہر یہاں کے اعلان پر روزہ رکھتے تھے اور عید پڑھتے تھے، چاند کا اعلان پھلواری سے باہر پہنچانے کے لئے اس زمانے میں کچھ لوگ ہوتے ہوں گے، ذرائع ابلاغ میں جیسے جیسے وسعت ہوتی گئی، وہ صورتیں اختیار کی جاتی رہیں۔

حضرت امیر شریعت اول حضرت مولانا سید شاہ محمد بدرالدین قادری قدس سرہ کے زمانے میں بھی بذریعہ نقارہ ہی اعلان رویت ہوتا تھا، لیکن حضرت امیر شریعت ثانی مولانا سید شاہ محمد محی الدین قادری قدس سرہ کے زمانے میں نقارہ کی جگہ توپ اور سائرن کے ذریعہ اعلان رویت کیا جاتا تھا، یہ آج سے ۸۰/۸۵ سال قبل کی بات ہے یا شاید اس سے زیادہ عرصہ گزرا ہو، اس کے بعد سے اب تک سائرن اور پٹاخوں کے ذریعہ اعلان رویت وسحر و افطار کا کام لیا جاتا رہا ہے۔

رویت حلال کا اعلان بذریعہ اخبار امیر شریعت اول حضرت مولانا سید شاہ محمد بدرالدین قادری قدس سرہ کے زمانے میں شروع ہوا، اس وقت پورے بہار میں اور کہیں سے بذریعہ اخبار اعلان نہیں ہوتا تھا، حضرت امیر شریعت ثانی مولانا سید شاہ محمد محی الدین قادری قدس سرہ کے زمانے میں ہندوستانی گزٹ کے مطابق ملک کے چند مخصوص مراکز دینی کو حکومت برطانیہ کی جانب سے اعلان رویت کا اختیار دیا گیا تھا، تمام ہندوستانی مسلمان ان ہی مراکز کے اعلان رویت کا اعتبار کرتے ہوئے روزہ وافطار اور عید و بقرعید کیا کرتے تھے؛ مثلاً کشمیر میں حضرت بل، دہلی میں جامع مسجد، یوپی میں فرنگی محل، بنگال میں ناخدا مسجد کلکتہ اور بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ میں خانقاہ مجیبیہ سے رویت ہلال کا اعلان ہوا کرتا تھا۔

حضرت امیر شریعت ثانی کے وصال کے بعد یہ اعلان خانقاہ کے بزرگ حضرت مولانا سید شاہ محمد قمرالدین قادری قدس سرہ کی طرف سے ہوتا تھا اور ان کے نام کے ساتھ "امام وخطیب مسجد مجیبی" لکھا جاتا تھا۔ جب حضرت مولانا سید شاہ محمد قمرالدین قادری قدس سرہ امیر شریعت ہوگئے تو حضرت مولانا شاہ عون احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ امام مسجد مجیبی کے نام سے اعلان رویت ہونے لگا، ریڈیو سے اعلان کا سلسلہ بہت بعد میں شروع ہوا، اعلان اخبار کے ذریعہ ہی ہوتا تھا۔ خانقاہ سے اعلانِ رویت کا سلسلہ حضرت امیر شریعت ثالث علیہ الرحمہ کے انتقال کے بعد بھی جاری رہا۔ ریڈیو سے اعلان ہونا جب شروع ہوا تو اس وقت بھی صرف خانقاہ مجیبیہ ہی سے اعلان ہوتا تھا اور بہار کے مسلمان بلا اختلاف اس اعلان پر روزہ وافطار اور قربانی کرتے تھے۔

صوبہ بہار میں جس طرح خانقاہ مجیبیہ سے رویت کا اعلان ہوتا تھا اسی طرح لکھنؤ میں فرنگی محل سے اعلان رویت ہوا کرتا تھا جو آج بھی ہوتا ہے، کیونکہ بہار و یوپی میں یہ دونوں علما وصوفیا کے قدیم مراکز رہے ہیں۔

یہ سلسلہ ایک عرصے تک جاری رہا اور اہل بہار رویت ہلال کے مسئلے میں ایک وحدت کے تابع رہے۔

یہاں تک کہ پھلواری شریف سے امارت شرعیہ کی جانب سے بھی اعلان رویت کا آغاز ہوا اور قاضی امارت شرعیہ مولانا مجاہدالاسلام قاسمی صاحب کے نام سے چاند کا اعلان ہونے لگا۔

خانقاہ مجیبیہ اپنی قدیم روایت اور اپنے اسلاف کے معمول کے مطابق چاند کا اعلان کرتی رہی، جب خانقاہ کے علاوہ دوسرے ادارے نے بھی چاند کا اعلان شروع کردیا تو ضروری ہوا کہ دونوں اداروں کے اتفاق رائے سے اعلان ہو، ایک ہی قصبے سے دو مختلف ومتضاد اعلان نہ ہو، تاکہ قوم میں انتشار نہ پھیلے۔ اگر ایک بڑا طبقہ امارت شرعیہ پر اعتماد کرتا ہے تو کچھ لوگ یقیناً خانقاہ مجیبیہ سے بھی قلبی وابستگی رکھتے ہیں۔ خانقاہ کو اعلان رویت کا مکمل اختیار حاصل ہے اور اعلان رویت کا یہ سلسلہ خانقاہ کی طرف سے جاری رہے گا، خواہ مزید ادارے بھی چاند کا اعلان شروع کردیں، کسی ادارے کے اعلان سے خانقاہ کے اعلان پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔

خانقاہ مجیبیہ سے چاند کے اعلان کی ابتدا ایک ضرورت کے تحت ہوئی تھی، اس میں کسی ترفع اور تعلّی کا اظہار نہ تھا اور نہ ہی اوروں پر اپنی فضیلت و برتری ظاہر کرنی مقصود تھی اور نہ اعلان رویت کے ذریعہ اپنا تعارف مطلوب تھا کہ ہم بھی ملت کے ذمہ دار ہیں، ہمیں بھی پہچانئے اور ہماری بھی مانئے۔ اس قسم کی ریاکارانہ حرکتوں سے اہل خانقاہ کل بھی محفوظ تھے اور الحمدللہ! آج بھی دامن کشاں ہیں۔

واضح رہے کہ خانقاہ سے چاند کا اعلان اپنے طور پر تحقیق کے بعد ہوتا ہے۔ کسی ادارے کی محض تصدیق وتائید میں نہیں ہوتا ہے اور بے جا تائید وحمایت ان لوگوں کی کی جاتی ہے جن سے مفادات وابستہ ہوتے ہیں۔ کیا خانقاہ کسی ادارے کی مرہون منت ہے؟ یا اس کو کسی ادارے سے کوئی فائدہ پہنچ رہا ہے؟ الحمدللہ! خانقاہ کسی ادارے سے امداد وتعاون کی خواہاں نہیں ہے ع

خدا خود میر سامان است ارباب توکل را

البتہ خانقاہ نے دینی اداروں کا تعاون ضرور کیا ہے اور بعض دینی اداروں کے قیام واستحکام میں بزرگان خانقاہ کی کوششیں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس میں اہلِ خانقاہ نے مسلکی تعصب اور تنگ نظری کبھی نہیں کی۔ دینی امور میں من مانی وخودرائی اور دوسروں پر اپنی برتری ظاہر کرنے سے اتحاد واتفاق ختم ہوجاتا ہے۔ ملت کے ذمہ داروں کو چاہئے کہ جب رویت ہلال متحقق ہوجائے تو اس کو تسلیم کرنے سے خواہ مخواہ انکار نہ کریں۔ جو لوگ خود اعلان رویت کرتے ہیں ان کو دوسرے اعلان کرنے والوں سے مشورہ ضرور کرلینا چاہئے۔ مشورے اور استصواب رائے سے اختلافی صورت نہیں پیدا ہوگی۔

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه

کافر اور مسلمان کے پانی پینے میں فرق

ایک کافر بھی پانی پیتا ہے لیکن وہ غفلت کی حالت میں پانی پیتا ہے، اپنے خالق اور مالک کو یاد نہیں کرتا، ایک مومن بھی پانی پیتا ہے، لیکن اس تصور اور دھیان کے ساتھ پیتا ہے، اگرچہ پانی کی نعمت اللہ تعالیٰ نے کافر کو بھی دے رکھی ہے اور مومن کو بھی دے رکھی ہے، لیکن ایک ایسے شخص کے پانی پینے کی کیفیت میں جو ناشکرا ہے اور ایک ایسے شخص کے پانی پینے میں جو شکر گزار ہے، ان دونوں میں کچھ تو فرق ہونا چاہئے، وہ فرق یہ ہے کہ مومن کو چاہئے کہ وہ دھیان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے پانی پیئے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا احساس اور اعتراف کرتے ہوئے پانی پیئے اور برکت کی دعا کرتے ہوئے پانی پیئے، اللہ تعالیٰ ہمیں ان حقائق کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ (اسلام اور ہماری زندگی: ۲۸/۲)

روزہ کا مقصد تقویٰ کا حصول ہے

عبدالغفار صدیقی

رمضان کا مہینہ آتا ہے تو مسلمانوں میں جوش وخروش پیدا ہوجاتا ہے۔ مسلم علاقوں اور محلوں میں چہل پہل بڑھ جاتی ہے۔ مسجدوں میں ذرا دیر سے پہنچنے والوں کو پاپوشوں میں جگہ نصیب ہوتی ہے۔ پرانے ہوٹلوں پر نئے بورڈ آویزاں کردیے جاتے ہیں اور کچھ نئے خونچے والے بھی میدان میں کود پڑتے ہیں۔ بازاروں کی رونق میں اضافہ ہوتا ہے۔ رمضان کے دوسرے عشرے میں بازاروں میں بھیڑ ہونے لگتی ہے۔ کیا بچہ کیا جوان، کیا مرد کیا عورت چاہے، روزہ رکھیں یا نہ رکھیں، رمضان کا احترام کریں یا نہ کریں، لیکن عید کے اہتمام میں کوئی کمی نہیں چھوڑتے۔ اگر کوئی شئی مفقود ہے یا نظر نہیں آتی تو وہ "تقویٰ" ہے۔ حالانکہ روزے اسی لیے فرض کیے گئے ہیں کہ روزہ داروں کے اندر تقویٰ کی صفت پیدا ہو۔ تقویٰ اللہ سے بے پناہ محبت اور اس کی ناراضگی کے انتہائی خوف کا نام ہے۔ یعنی انسان اللہ سے اس قدر محبت کرے کہ اس کے لیے سب کچھ قربان کردینے کا جذبہ رکھے اور اس کی محبت کے تقاضہ کے طور پر اس بات سے ڈرے کہ کہیں اللہ اس کی کسی حرکت سے ناراض نہ ہوجائے۔ جب انسان کسی سے بے انتہا محبت کرتا ہے تو اس کا ہر حکم خوشی خوشی بجالاتا ہے، اس راستے میں اگر کوئی تکلیف یا پریشانی آتی ہے تو اسے بھی ہنستے ہنستے گوارا کرتا ہے۔ ہر وقت اس بات کا خیال رکھتا ہے کہ اس کی کسی حرکت سے اس کا محبوب ناراض نہ ہوجائے۔ یہ کیفیت ہم کسی انسان سے محبت میں بھی دیکھتے ہیں۔ دوستی سچی اور پکی ہوتی ہے تو دوست اپنے دوست کو ناراض نہیں کرتا۔ پیار کرنے والوں میں ایک دوسرے کے لیے جان دینے کی خبریں آئے دن اخبارات کی زینت بنتی ہیں۔ جب ہم معمولی انسانوں سے محبت میں اپنے محبوب کا ہر حکم بجالاتے ہیں تو ذرا سوچیے جس خدا کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں، جس کی خوشی دنیا اور آخرت میں کامیابی کی ضمانت ہے، جس کی ناراضگی ہمیں ہمیشہ کے لیے دوزخ میں لے جانے والی ہے، اس کے احکامات کو کیسے نظر انداز کیا جاسکتا ہے؟

اس پہلو سے جب ہم رمضان کی سرگرمیوں کا جائزہ لیتے ہیں تو بڑی مایوسی ہاتھ لگتی ہے۔ اب روزہ رکھنے والوں کی تعداد کو ہی دیکھ لیجیے۔ خواتین کی شرح اگر اسی نوے فیصد ہے تو مردوں کی شرح تیس چالیس فیصد ہی ہے۔ جب کہ روزہ فرض ہے۔ مردوں میں روزہ رکھنے کی شرح میں مسلسل گراوٹ درج کی جارہی ہے۔ شرعی عذر کی بنا پر روزہ چھوڑنے کی اجازت تو خود اللہ نے دی ہے مگر ایک بڑی تعداد خواہ مخواہ ہی روزہ چھوڑ دیتی ہے۔ جب ہم اپنے رب کے لیے بارہ چودہ گھنٹے کی بھوک اور پیاس برداشت نہیں کرسکتے تو جان اور مال کی قربانی کیسے دے سکتے ہیں؟

ہم جانتے ہیں کہ رمضان کو جو فضیلت وفوقیت حاصل ہے اس کی اصل وجہ اس ماہ میں قرآن مجید کا نزول ہے۔ وہی قرآن جس میں اللہ نے اپنے احکامات درج کیے ہیں۔ جس میں زندگی گزارنے اور حکومت چلانے کے اصول بتائے گئے ہیں۔ اسی قرآن سے استفادے کے لیے تقویٰ لازمی شرط ہے (ھدی للمتقین) اور تقویٰ روزہ رکھنے سے پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اس مہینے میں سب سے زیادہ مذاق قرآن مجید کے ساتھ ہی کیا جاتا ہے۔ رمضان سے پہلے ہی پانچ، چھ، دس اور پندرہ دن میں ختم قرآن کا اعلان ہونے لگتا ہے۔ مساجد کے علاوہ، مدارس ومکاتب میں، بڑی بڑی عمارتوں میں اور دیگر قابل ذکر مقامات پر تراویح کی مجلسیں سجائی جاتی ہیں۔ اس کے لیے دلیل دی جاتی ہے کہ جو لوگ تاجر ہیں، یا جو لوگ کہیں سفر کا ارادہ رکھتے ہیں ان کے لیے اس طرح آسانی ہوجاتی ہے اور وہ پورا قرآن سن لیتے ہیں۔ مگر یہ دلیل قرآن و حدیث یا صحابہ کے عمل سے ثابت نہیں ہے۔ اللہ جو ہماری کمزوریوں سے واقف ہے اس نے جب مسافروں پر روزے ساقط کردیے اور حکم دیا کہ سفر کے بعد یہ تعداد پوری کرلیں، جس نے حالت سفر میں فرض نمازوں کو قصر کرنے کا حکم دیا، العیاذ باللہ وہ تراویح کا یہ حکم دینا کیسے بھول گیا کہ پانچ چھ دن میں قرآن مکمل کرلیا جائے، نہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حکم ثابت ہے، نہ صحابہ کرام سے ایسے کسی عمل کی توثیق ہوتی ہے۔ پھر اس کی ضرورت کیا ہے؟ تراویح جسے قیام اللیل کہا گیا ہے فرض نہیں ہے، بعض لوگوں کے نزدیک سنت موکدہ اور بعضوں کے نزدیک صرف سنت ہے اور بعض فقہاء نے اسے نفل قرار دیا ہے۔ ایک ایسے عمل کے لیے (تراویح میں پورا قرآن سننا) جس کے لیے قرآن وحدیث میں حکم ہی نہیں دیا گیا ہے اس کے لیے قرآن مجید کی بے ادبی کی جاتی ہے۔ میں نہیں کہتا، آپ خود دیکھتے ہیں کہ ان مجالس میں کیا کیا ہوتا ہے۔ حافظ صاحب جس رفتار سے قرآن پڑھتے ہیں، اس کے الفاظ تک ٹھیک سے سمجھ میں نہیں آتے، بہت سے مقتدی حضرات پہلی رکعت کے رکوع تک بیٹھے رہتے ہیں، بعض لوگ بیڑی سگریٹ میں دم تک لگالیتے ہیں، کچھ لوگ فون پر چیٹ کرتے ہوئے بھی دیکھے گئے ہیں، کیا یہ سب قرآن کا مذاق اڑانا نہیں ہے؟ کیا ہمارے اس عمل سے اللہ خوش ہوگا؟ اور خوش ہوکر ہم پر اپنی رحمتیں برسائے گا؟ یا ناراض ہوکر ہم پر ظالم حکمرانوں کو مسلط کرے گا۔ اس سے بہتر ہے کہ آپ اپنی مصروفیات سے فارغ ہوکر حسب توفیق نوافل کا اہتمام کریں، اللہ کی جناب میں کھڑے ہوں قرآن کا جو حصہ آپ کو یاد ہو اسے پڑھیں، رکوع اور سجدوں میں اللہ کی تسبیح کریں، اس کے سامنے گریہ وزاری کریں، اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں، اللہ کے حضور اشک ندامت کا نذرانہ پیش کریں۔ کیوں کہ نماز تراویح (قیام اللیل) سے یہی مطلوب ہے۔

اب ذرا روزہ رکھنے والوں کی لذت کام ودہن پر بھی نظر ڈال لیجیے۔ سوکر اٹھنے کے بعد افطار کے مینو پر ڈسکس کرنا، اپنی اپنی پسند اور ذائقوں کا لحاظ رکھنا، دسترخوان کو انواع واقسام کے پھلوں، پکوانوں اور کھانوں سے سجانا اور پھر افطار کے وقت ہی ان پر ٹوٹ پڑنا۔ ہمارا یہ عمل اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ جیسے روزے اللہ نے اسی لیے فرض کیے ہیں۔ اس پر مزید یہ کہ اپنے اس عمل پر یہ گمان کرنا کہ اللہ رمضان میں خوب برکت کرتا ہے۔ اللہ ایسے ایسے پھل کھلا دیتا ہے جو عام حالات میں میسر نہیں، اللہ غریبوں کو اچھے کھانے کھلواتا ہے۔ لیکن ذرا رسول اکرمؐ اور صحابہ کرامؓ کے افطار کے مینو کی بابت بھی کچھ معلومات حاصل کرلیجیے۔ جس رسولؐ نے ایک دسترخوان پر دو سالن جمع کرنے کو بھی پسند نہ کیا ہو (اگرچہ شرعاً جائز ہے)، انھیں جب ہمارے دسترخوان کے بارے میں فرشتے خبر دیتے ہوں گے تو ان پر کیا گذرتی ہوگی۔ روزہ کا مقصد تو یہ تھا کہ ہم اللہ کی رضا کے لیے بھوک اور پیاس کی شدت کو محسوس کریں اور اپنی تربیت اس طرح کریں کہ اگر کہیں اللہ کی خاطر ایسے حالات آجائیں کہ کھانا میسر نہ ہو تو اسے ہم برداشت کرسکیں، نیز یہ کہ ان غریبوں کی بھوک کا ادراک کریں جنہیں دو وقت کا کھانا میسر نہیں۔ رمضان کا مہینہ اس لیے ہے کہ ہم اپنے جسم کی بیماریوں پر قابو پائیں، ایک سال میں ایک ماہ تک مسلسل روزے رکھ کر طبی نقطہ نظر سے صحت کو ٹھیک کیا جاسکتا ہے لیکن ہماری بسیار خوری ہمیں مزید بیمار کردیتی ہے۔

رمضان عبادت کا مہینہ ہے۔ اللہ سے قریب ہونے کا مہینہ ہے، اللہ سے اپنے گناہوں کو بخشوانے کا مہینہ ہے، کیا ہمیں یاد نہیں کہ ایک مرتبہ اللہ کے رسولؐ منبر پر چڑھ رہے تھے اور آمین کہہ رہے تھے، دریافت کرنے پر آپؐ نے فرمایا: "حضرت جبریلؑ کہہ رہے تھے کہ بدنصیب ہے وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اپنی بخشش نہ کراسکا۔ میں نے اس پر آمین کہا۔" یہ فضول خرچیوں کا مہینہ نہیں ہے بلکہ کفایت شعاری اور غم خواری کا مہینہ ہے۔ یہ وزن بڑھانے کا نہیں بلکہ گھٹانے کا مہینہ ہے۔ یہ مہینہ ہے مال اور جسم کی زکاۃ نکالنے کا، جسم کی زکاۃ روزہ ہے اور مال کی زکاۃ راہ خدا میں انفاق ہے۔ یہ مہینہ اپنے اوپر خرچ کرنے کا نہیں بلکہ ضرورت مندوں پر خرچ کرکے ان کو اوپر اٹھانے کا مہینہ ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ اپنے اوپر خرچ نہ کریں، یا اپنے اہل وعیال کی ضرورتیں پوری نہ کریں، میں تو یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ ترجیحات کے مطابق خرچ کریں۔ آپ پر رحمان نے اگر فضل فرمایا ہے اور یقین سے کہتے ہیں کہ "ھٰذا من فضل ربی" (یہ میرے رب کا فضل ہے" تو اپنے رب کی نعمتوں کا شکر ادا کیجیے، لیکن اگر آپ کے دل میں ذرا سی بھی یہ کھٹک ہے کہ اس فضل میں شیطان کا بھی حصہ ہے تو فوراً توبہ کرلیجیے۔ اس لیے کہ ابھی آپ کے رب رحیم نے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے۔ یاد رکھیے فضول خرچی اور کفایت شعاری میں بہت باریک سا فرق ہے۔ ضرورت کے مطابق خرچ کرنا کفایت شعاری، ضرورت سے کم خرچ کرنا بخیلی اور ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا فضول خرچی ہے۔ قرآن مجید میں فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی کہا گیا ہے۔ جب امت کا بڑا حصہ جہالت وغربت میں مبتلاء ہو، جب قبلہ اول کی حفاظت کی خاطر پچاس ہزار جانیں شہید ہوچکی ہوں، جب مقدس سرزمین پر بچے بھوک سے مررہے ہوں، جب آپ کے کئی عزیز، رشتہ دار، احباب و دوست کی واجب ضرورتیں بھی پوری نہ ہورہی ہوں، ایسے میں آپ فضول خرچیاں کریں، نام ونمود کے لیے پیسہ پانی کی طرح بہائیں، اجتماعی افطار کے نام پر ریاکاری کریں، خدا کی کتاب کے ساتھ کھلواڑ کریں، یہ سارے اعمال اللہ کے غضب کو دعوت دینے والے ہیں۔

آیئے اس ماہ مبارک میں ہم یہ عہد کریں کہ روزے کے اصل مقصد "تقویٰ" کو حاصل کریں گے۔ اپنے پروردگار سے ٹوٹ کر محبت کریں گے، اس کی محبت پر کسی کی محبت کو غالب نہیں آنے دیں گے، اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کی فہرست بنائیں گے اور ان کو ترک کریں گے، اپنی ذات پر ضرورت مندوں کو ترجیح دیں گے، انفرادی مفاد سے زیادہ اجتماعی مفاد کا خیال رکھیں گے۔ اپنے جسم کی فربہی کو کم کریں گے، ہر طرح کی پریشانی جھیلتے ہوئے روزے رکھنے کا اہتمام کریں گے۔ میرے عزیزو! یہ اللہ ہے جو ہمیں توبہ کرنے کا موقع دے رہا ہے، جو ہم پر جنت اور مغفرت کے دروازے کھول رہا ہے، جس نے وعدہ کیا ہے کہ "میرے بندو! تم مجھے پکارو، میں تمہاری پکار کا جواب دوں گا۔"

بقیہ صفحہ اول

اس مہینہ میں آخری عشرہ کا اعتکاف بھی ہے۔ یہ فرض کفایہ ہے۔ لیکن ہر محلہ کی مسجد میں کچھ لوگوں کو اعتکاف ضرور کرنا چاہئے۔ تاکہ یہ سنت باقی رہے، اس آخری عشرہ میں وہ عظیم الشان رات ہے جس کو لیلۃ القدر کہتے ہیں شب قدر ہزاروں مہینوں سے بہتر ہے۔ حدیث میں ہے کہ پانچ راتوں میں شب قدر کو تلاش کرو شب ۲۱، شب ۲۳، شب ۲۵، شب ۲۷ اور شب ۲۹۔ شب قدر میں نماز پڑھنا، قرآن پاک کی تلاوت تسبیحات کا ورد اس کے علاوہ اپنے ایک ایک گناہوں کو یاد کرکے اللہ سے مغفرت چاہیں۔ گناہوں پر نادم ہوں رونا آجائے اور پھر عہد کریں کہ آئندہ گناہ نہیں کریں گے تو انشاء اللہ۔ اللہ سے امید ہے کہ وہ گناہوں کو معاف کردے گا اور پھر اپنی حاجت کے لئے اللہ سے دعا مانگیں وہ بڑا رحیم وکریم ہے وہ ضرور آپ کی حاجتوں کو پورا کرے گا۔ مگر افسوس ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ کی فضیلت مسلمانوں کے سامنے نہیں رہتی عام طور پر دن کا اور رات کا بڑا حصہ عید کی تیاریوں میں صرف کردیتے ہیں۔ آپ یہ سامان رمضان کے پہلے بھی خرید سکتے ہیں یا رمضان میں جو زائد وقت ملتا ہے اس میں ضروری کام کرلیں مگر ان مبارک لمحات کو ضائع نہ ہونے دیں کیوں کہ اب یہ ایک سال کے بعد ہی آئے گا۔ عید کا چاند نظر آتے ہی رمضان کا مبارک مہینہ ہم سے رخصت ہوجاتا ہے اور عام طور پر مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ ہم آزاد ہوگئے اور یہ رات جشن میں گزار دیتے ہیں حالانکہ چاند رات کی بڑی فضیلت ہے حدیث میں ہے کہ اس رات میں اللہ اپنے بندوں کو معاف کرتا ہے ان کی دعائیں سنتا ہے اور فرشتوں کی گواہی پر ان کے سامنے روزہ داروں کی مغفرت اور ان کے روزہ کے ثواب کا اعلان کرتا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اوپر میں جو عرض کیا گیا ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے رمضان گزاریں گے تو انشاء اللہ ہماری اگلے گیارہ مہینے کی زندگی بھی صحیح اسلامی طریقے پر گذرے گی۔

Scanned with CamScanner

شہریت ترمیمی قانون سوالات کے گھیرے میں

پروفیسر عتیق احمد فاروقی

ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جہاں پناہ گزین آتے رہے ہیں۔ 1947 میں تقسیم کے وقت میں ہی لاکھوں لوگ سرحد پار کرکے یہاں آئے تھے۔ کچھ اسی طرح کی تصویر اس وقت کے مشرقی پاکستان میں آزادی کی لڑائی کے دوران بھی دیکھی تھی جب وہاں (اب بنگلہ دیش) سے ہزاروں لوگ ہندوستان میں داخل ہوئے تھے۔ اقوام متحدہ کا کنونشن کہتا ہے کہ پناہ گزین کو کسی بھی ملک میں آنے سے نہیں روکا جانا چاہیے اور یہ اس ملک کی عقل پر منحصر ہے کہ وہ ان لوگوں کو اپنا شہری بنائے یا نہیں مگر ہندوستان نے اس کنونشن پر دستخط نہیں کیے۔ ہمارا نظریہ یہ رہا ہے کہ پہلے تقسیم کا سانحہ جھیل رہے لوگوں کو بسایہ جائے، پھر ان پناہ گزینوں کے بارے میں سوچا جائے گا۔ اسی سبب انہیں شہریت دینے کی ایک عملی پالیسی مرتب کی گئی اور کوئی قانون نہیں بنایا گیا، یہ حالات سال 2019 تک رہے جب تک کہ سی اے اے کو پارلیمنٹ سے پاس نہیں کیا گیا تھا۔ اب اسے نوٹیفائی بھی کردیا گیا ہے، جس کے بعد پورے ملک میں یہ قانون نافذ ہوگیا ہے۔ اس ترمیم شدہ قانون کے مطابق پاکستان، بنگلہ دیش اور افغانستان سے آنے والے غیر مسلم اقلیتوں (ہندو، سکھ، جین، پارسی اور عیسائی) کو ہندوستانی شہریت دی جاسکتی ہے۔ اس کی شرط یہ ہوگی کہ وہ 31 دسمبر 2014ء تک ہندوستان میں آچکے ہوں۔ دلیل یہ دی جاتی ہے کہ پاکستان، افغانستان اور بنگلہ دیش مسلم اکثریتی ممالک ہیں اور وہاں غیر مسلموں کو مذہب کی بنیاد پر ستایا جاتا ہے۔ اب ان ممالک سے ہندوستان آئے لوگوں کو راحت مل سکے گی۔ دراصل ان ممالک سے بھاگ کر آئے پناہ گزین برسوں سے ہندوستان میں رہ رہے ہیں۔ کیونکہ ان کے پاس کوئی قانونی دستاویز نہیں ہے، اس لئے قانوناً یہ گھس پیٹھی یا پناہ گزین ہی مانے گئے ہیں۔

ملک کا موجودہ قانون ان کی کوئی مدد نہیں کرسکتا تھا کیونکہ انہیں شہریت دینے کا التزام نہیں تھا۔ ہندوستان کا آئین انہیں لوگوں کو شہریت کا حقدار مانتا ہے، جو ملک میں آئین کے نفاذ کے وقت (26 جنوری 1950) ہندوستان کے دائرہ اختیار میں رہ رہے تھے اور ایک، جو ہندوستان میں پیدا ہوئے ہیں اور دو، جن کے والدین میں سے کوئی ایک ہندوستان کا شہری رہا ہے۔ ان کے علاوہ بھی کچھ التزامات ہیں لیکن خصوصاً انہی دو التزامات کو توجہ ملتی ہے۔ لہٰذا پڑوسی ممالک سے آئے پناہ گزینوں کو شہری بنانے کا مطالبہ عرصہ سے کیا جارہا تھا، حالانکہ 2019 میں سی اے اے کے پاس ہوجانے کے بعد بھی اس کا نفاذ نہیں ہو پایا تھا کیونکہ ایک تو پورے ملک میں اس کے خلاف احتجاج و مظاہرے شروع ہوگئے تھے اور دوسرے مرکزی حکمراں جماعت کو اسے نافذ کرنے کی کوئی فوری سیاسی ضرورت بھی نہیں تھی۔ نتیجتاً اسے نوٹیفائی کرنے میں چار سال کا وقت لگ گیا، اگر ان معاملات کا تنقیدی جائزہ لیا جائے تو پتہ چلے گا کہ اس میں آئینی نظریہ سے کچھ کمیاں ہیں۔ اس میں دراصل مذہب کو شہریت کی بنیاد بنائی گئی ہے جبکہ آئین کے حصہ دو میں جس میں شہریت کا ذکر ہے مذہب شامل نہیں ہے۔ نقاد اسی بنیاد پر سی اے اے کو آئین کی بنیادی روح کے خلاف بتا رہے ہیں اور اس کی آئینی حیثیت کو لے کر عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا ہے جہاں اب تک فیصلہ کا انتظار ہورہا ہے۔ کسی پناہ گزین کو شہریت دینے میں شاید ہی کسی کو اعتراض ہو۔ احتجاج کا سبب ان میں مذہب کی بنیاد پر کی گئی تقسیم ہے۔ یہ بھی سوال اٹھایا جارہا ہے کہ مبینہ پڑوسی ممالک میں کیا صرف اقلیتوں کو ہی ستایا جارہا ہے، وہاں پر مسلمانوں پر ظلم نہیں ہورہا ہے؟ مثال کے طور پر پڑوسی ممالک میں احمدیہ فرقہ کی حالت بھی بہت اچھی نہیں ہے۔ کیا ان کو محض اس لئے شہریت نہیں ملنی چاہیے کہ وہ مسلمان ہیں؟ سی اے اے کے تئیں شبہات کا ایک سبب نیشنل رجسٹریشن فار سٹیزن شپ (این آر سی) بھی ہے۔ یہ متنازعہ اس لئے بن گیا ہے کیونکہ 2003 میں جس ترمیم کے ذریعہ اسے مجاز کیا گیا، اس میں یہ واضح طور پر کہا گیا ہے کہ ہر ہندوستانی کا نام اس رجسٹر میں ہونا چاہیے۔ اصولی طور پر اس میں کوئی دقت نہیں ہے۔ ایسا ہونا بھی چاہیے مگر اس کے عمل درآمد میں کچھ عملی دقتیں ہیں، جیسے اس میں مقامی ایڈمنسٹریشن کو رجسٹر میں نام درج کرانے کیلئے مجاز کیا گیا ہے۔ وہ چاہیں تو کسی کا نام اس میں درج کرسکتا ہے اور کسی کا بھی نام کاٹ سکتا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے ایڈمنسٹریٹیو ڈھانچے میں کافی تعداد میں بدعنوان، فرقہ پرست اور جانب دار لوگ داخل ہوگئے ہیں۔ اسی سبب ہندوستان کے مسلمانوں میں تمام طرح کے شکوک ہیں اور وہ خوفزدہ بھی ہیں۔ ان کو خوف ہے کہ ان کا نام اس میں سے جبراً ہٹایا جاسکتا ہے۔ حالانکہ احتجاج کے بعد این آر سی کو ٹھنڈے بستے میں ڈال دیا گیا ہے لیکن سی اے اے کے نافذ ہونے کے بعد سے یہ ڈر پھر سے سر اٹھاتا نظر آرہا ہے۔ کہا جارہا ہے کہ صرف ستائے جانے کے سبب ہی نہیں کئی بار اچھے موقع کی تلاش میں بھی پڑوسی ممالک سے لوگ یہاں آتے ہیں۔ ایسے میں وہاں سے آئے مسلمانوں کو اب تفریق کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے۔

آخر اس کا حل کیا ہے؟ مناسب تو یہی ہے کہ ایسے کسی تنازعہ کو سلجھانے کے لیے پہلے سبھی فریقوں کو اعتماد میں لیا جائے۔ وہ ان کے بنیادی مسئلوں کو سنے اور ان کے شک وشبہات دور کرے۔ اس کا ایسا حل نکالنا چاہیے کہ کسی پناہ گزین کو ہندوستان میں ذلیل نہ ہونا پڑے جو حکومت کی حکمت عملی ہے اس کے مطابق ہندو پناہ گزین کو بھی پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ صرف یہ کہہ دینے سے وہ مسلمان نہیں ہے، ان کو شہریت نہیں مل جائے گی جیسا کہ وزیر داخلہ چند برادران وطن کو سمجھا رہے تھے، حقیقت یہ ہے کہ ان ہندوؤں یا غیر مسلم لوگوں کو دو باتوں کا ثبوت دینا پڑے گا۔ ایک تو یہ کہ وہ پڑوسی ملک کے شہری تھی اور دوسرے انہیں وہاں ستایا جارہا تھا، اور یہ دونوں چیزیں مشکل ہیں۔ آج ملک میں پناہ گزینوں کی کئی نسلیں موجود ہیں۔ ان کی فکروں کا تصفیہ ضروری ہے۔ ویسے قانونی التزامات کے مطابق، عام انتخابات کے بعد نئی حکومت اسے واپس بھی لے سکتی ہے۔ دیکھا جائے تو ہندوستان میں پناہ گزینوں کے مسئلے سے نمٹنے کیلئے اسپیشل قانون کا ہونا ضروری ہے۔ یہ تو ہر کوئی چاہتا ہے، مگر انسانی مدد کی ضرورت ہر پناہ گزین کو ہے۔ اب تک ہماری پالیسی واضح طور پر یہی رہی ہے کہ ہم پناہ گزینوں کو بیشک پناہ دیں گے۔ لیکن یہ امید بھی کرتے ہیں کہ حالات سدھرنے پر وہ خود ہی اپنے ملک واپس لوٹ جائیں گے۔ وہ مستقل طور پر یہاں رہائش نہ اختیار کریں، تو بہتر ہے کیونکہ ہمیں اپنی ہی بڑی آبادی کو سنبھالنے میں دقتیں پیش آتی رہی ہیں۔ اس لئے ہندوستانی آئین میں شہریت دینے کے محدود انتظام رکھے گئے تھے۔ اب اس کو وسیع بنانے کی کوشش کی گئی ہے لیکن بدقسمتی سے وہ بھی کئی سوالوں میں گھرتا دکھ رہا ہے۔ ہم خلوص نیت سے پناہ گزین کی مدد کرنا چاہتے ہیں یا الیکشن میں فائدہ اٹھانے کیلئے معاشرے کو پولرائز کرنے کیلئے ایسا کررہے ہیں۔

غزہ کے اسپتالوں میں صہیونی بربریت

سراج نقوی

ایک طرف اسرائیل اقوام متحدہ سلامتی کونسل پر اس بات کے لیے دباؤ ڈال رہا ہے کہ وہ حماس کے ذریعہ یرغمال بنائے گئے اسرائیلیوں کی رہائی کے لیے قدم اٹھائے، اور دوسری طرف صہیونی فوج کی فلسطین کے اسپتالوں میں زیر علاج شہریوں پر بربریت جاری ہے۔ اس طرح تمام بین الاقوامی قوانین اور انسانی قدروں کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں۔

بی بی سی نے صہیونی فوجیوں کی غزہ کے اسپتال میں سفاکیت کے تعلق سے اپنی رپورٹ میں جو ثبوت پیش کیے وہ کسی بھی صحت مند انسانی ذہن کو بے چین کرسکتے ہیں۔ اس سلسلے میں جو تصاویر اور ویڈیو بی بی سی نے جاری کی ہیں وہ بھی دل دہلانے والی ہیں۔ یہ رپورٹ دراصل غزہ کے ناصر اسپتال میں گزشتہ ماہ کی گئی صہیونی فوجیوں کی کارروائی سے متعلق ہے۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ، ”بی بی سی کو اس بات کے ثبوت ملے ہیں کہ اسرائیلی فوج نے اسپتال کے ڈاکٹروں، نرسوں اور اسٹاف کے باقی ممبران کو حراست میں لیا، انھیں پیٹا اور مریضوں کا علاج کرنے سے روکا۔“ اسی رپورٹ میں یہ الزام بھی لگایا گیا ہے کہ صہیونی دہشت گرد فوج نے حراست میں لیے گئے لوگوں کے کپڑے اتارے اور انھیں کئی گھنٹے تک پریشان کیا گیا۔“ ان الزامات کے تعلق سے اسرائیل کا کہنا ہے کہ اس نے یہ مانتے ہوئے اسپتال پر قبضہ کیا تھا کہ حماس اس اسپتال کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کررہا ہے، اور رہا کیے گئے یرغمالیوں کا کہنا ہے کہ انھیں اسی اسپتال میں رکھا گیا تھا، اسرائیل اسپتال پر اپنی فوجی کارروائی کے تعلق سے جو دلیل دے رہا ہے اسے اس لیے تسلیم نہیں کیا جاسکتا کہ اگر اس بات کے پختہ ثبوت بھی تھے کہ حماس اسپتال کا استعمال جنگی مقاصد کے لیے کررہا ہے تو بھی اسپتال کے عملے کو برہنہ کرنے کا جواز قابل قبول نہیں ہوسکتا۔ حالانکہ اسرائیل کی دلیل ہے کہ حراست میں لیے گئے افراد کا لباس اس لیے اتروایا گیا کہ یہ شبہ تھا کہ لباس میں ہتھیار چھپائے گئے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اسپتال میں داخل بچوں کے تعلق سے بھی اس دلیل کو تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ اسرائیل اسپتال پر کارروائی کے تعلق سے جو دلیل دے رہا ہے وہ اس لیے بھی ناقابل قبول ہے کہ اسپتال میں داخل مریضوں کے علاج سے ڈاکٹروں کو روکنا تمام بین الاقوامی قوانین کے خلاف ہے۔ خواہ یہ زیر علاج مریض حماس سے وابستہ ہی کیوں نہ ہوں۔ جب کہ بی بی سی کی رپورٹ بتاتی ہے کہ اسپتال کے جن لوگوں کو صہیونی فوج نے یرغمال بنایا وہ سب طبی عملے کے افراد ہیں اور انھیں تادم تحریر نہیں چھوڑا گیا ہے۔ اس کا مقصد بظاہر سوائے اس کے کچھ نہیں ہوسکتا کہ فلسطین سے اتنی بڑی تعداد میں شہریوں اور طبی عملے کو یرغمال بنالیا جائے کہ جنگ بندی کی کسی بھی تجویز پر بات کرتے وقت حماس پر دباؤ بڑھایا جاسکے اور کسی بھی ممکنہ جنگ بندی میں اپنا پلڑا ابھاری رکھا جائے۔ بی بی سی کی رپورٹ یہ بھی بتاتی ہے کہ 'اسپتال کے جو افراد یرغمال بنائے گئے ہیں انھوں نے کئی روز تک صہیونی فوجیوں کو آہستہ آہستہ اسپتال کی طرف بڑھتے دیکھا۔' اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر اسپتال حماس کے استعمال میں ہوتا تو فوجیوں کو اسپتال کی طرف بڑھتے دیکھ کر حماس کے حریت پسند صہیونی فوج کے خلاف لازمی طور پر یا تو مزاحمت کرتے یا پھر اسپتال چھوڑ دیتے۔ ایسی صورت میں جب صہیونی فوج اسپتال میں داخل ہوئی تو کسی طرح بھی یہ نہیں مانا جاسکتا کہ اسپتال میں حماس کے جنگجو موجود تھے۔ جن لوگوں کو صہیونی درندے مریضوں کے علاج سے روک رہے تھے انھیں کس طرح حماس کے جنگجو تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ رپورٹ میں یہ دعویٰ بھی کیا گیا کہ 'آپریشن تھیٹر کے اندر ایک نرس کو کھڑکی سے گولی ماردی گئی۔' تو کیا یہ تسلیم کرلیا جائے کہ آپریشن میں ڈاکٹروں کی مدد کرنے والی نرس بھی حماس سے تعلق رکھتی تھی؟ بی بی سی نے جو ویڈیو جاری کیا ہے اس میں دکھایا گیا ہے کہ کس طرح اسپتال کا عملہ صہیونی فوج کی اسپتال میں کی گئی دہشت گردی کے بعد لاچار مریضوں کو اسٹریچر پر لے کر بھاگنے کی کوشش کررہا ہے۔ ایک شخص کو اسپتال کے دروازے پر گولی ماردی گئی۔ اور اس سے یہ جاننے یا پوچھنے کی بھی کوشش نہیں کی گئی کہ اس کا تعلق اسپتال کے عملے سے ہے، یا وہ مریض ہے، یا پھر واقعی حماس کا رکن۔ ایسی ویڈیو بھی بی بی سی نے جاری کی ہیں کہ جو خود آئی ڈی ایف یعنی اسرائیلی فوج نے بنائی ہیں۔ ان میں دکھایا گیا ہے کہ یرغمال بنائے گئے مریضوں یا اسپتال کے عملے کو رسن بستہ کردیا گیا ہے، اسپتال کے تقریباً پچاس اہلکاروں سے ان کے اسپتال کے کپڑے اتروالیے گئے۔ دلیل یہ ہے کہ ایسا اس لیے کیا گیا کہ کہیں ان لوگوں نے اپنے کپڑوں میں ہتھیار چھپا کر نہ رکھے ہوں۔ ایک معمولی عقل رکھنے والا بھی یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ اگر ان لوگوں کے پاس واقعی ہتھیار ہوتے تو مزاحمت بھی کی جاتی، ظاہر ہے جو حالات ہیں ان میں ہتھیار شوق سے رکھنے کا تو کوئی جواز نہیں ہوسکتا۔ اسرائیل کا الزام ہے کہ اس نے اسپتال سے طبی عملے کے جن لوگوں کو گرفتار کیا ہے ان میں حماس کے کارکن بھی شامل ہیں، لیکن یہ انتہائی منہ زوری کے سوا کچھ نہیں۔ اگر واقعی ایسا ہوتا تو کیا ایسے افراد اسرائیلی فوج پر حملہ نہیں کرتے؟ جس تنظیم کے لوگ پانچ ماہ سے زیادہ سے دنیا کی بہترین فوج ہونے کی مدعی اسرائیلی فوج کی دہشت گردی کا مقابلہ کامیابی سے کررہے ہوں ان کے تعلق سے یہ مان لینا کم عقلی ہی ہوگی کہ وہ اسپتال میں اسرائیلی فوج کی کارروائی کے دوران معمولی سی مزاحمت بھی نہ کرسکے۔ اسپتال کی ایک خاتون ڈاکٹر امیرا اصولی نے بی بی سی کو بتایا کہ اس کے ساتھی ڈاکٹروں کے ہاتھ پشت پر باندھ دیے گئے، ان کے کپڑے اتارے گئے اور پیٹا بھی گیا۔ ایک اور ڈاکٹر احمد صباح جنھیں اسرائیلی فوج نے رہا کردیا انھوں نے بتایا کہ ان پر حراست کے دوران تشدد کیا گیا اور گھنٹوں تک دھوپ میں رکھا گیا۔ ڈاکٹر صباح کا ہاتھ بھی اسرائیلی قید میں توڑ دیا گیا۔ یہ بربریت کی بدترین مثال ہے۔ اگر اسپتال میں اسرائیلی فوج کی کارروائی کو کسی طرح درست بھی مان لیا جائے تب بھی جیل میں بند ڈاکٹر پر تشدد کا کوئی جواز نہیں ہوسکتا۔ جبکہ اسرائیل حماس کے خلاف یہی الزام لگا کر سلامتی کونسل سے مدد کی اپیل کرچکا ہے کہ اسرائیلی یرغمالیوں پر حماس کارکن تشدد کررہے ہیں۔ اسی بات کا سہارا لیکر اسرائیل غزہ میں شہریوں کو بھی نشانہ بنانے سے گریز نہیں کررہا ہے۔ اسپتال کے 46 ملازمین کے اب بھی اسرائیل کے قبضے میں ہونے یا غائب ہونے کی خبر ہے۔ اس صورتحال نے اسپتال کے طبی عملے میں مزید کمی کردی ہے، جس کے سبب فی الحال اسپتال کو بند کردیا گیا ہے، لیکن ظاہر ہے اس سے غزہ کے چرمرائے ہوئے بنیادی ڈھانچے کو ایک اور دھکا لگا ہے، جس کی سزا مظلوم مریضوں یا زخمیوں کو بھگتنی پڑرہی ہے۔ امریکی صدر بائیڈن نے بھی اس صورتحال کے لیے نیتن یاہو کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے، یہ الگ بات کہ اسرائیل کے خلاف کسی سخت قدم سے امریکہ اب بھی گریزاں ہے۔

اسرائیل کی بربریت کا یہ کھیل رمضان کے مقدس ماہ میں بھی نہیں رکا ہے۔ جب کہ اس پر اس بات کے لیے عالمی دباؤ تھا کہ کم ازکم رمضان میں جنگ بندی کے لیے تیار ہوجائے۔ ایک طرف غزہ بھیانک بھکمری کی گرفت میں ہے تو دوسری طرف جنگ کا سلسلہ تھمنے کا نام نہیں لے رہا ہے۔ شائد اسرائیل چاہتا بھی یہی ہے کہ حماس کو کسی بھی طرح گھٹنے ٹیکنے کے لیے مجبور کیا جائے خواہ اس کے لیے تمام اخلاقی اور جنگی اصولوں کو بالائے طاق کیوں نہ رکھنا پڑے۔ حد تو یہ ہے کہ روزہ داروں کے قتل عام کا سلسلہ جاری ہے اور غزہ کے روزہ داروں تک انسانی امداد کو پہنچنے سے بھی اسرائیل روک رہا ہے۔ جبکہ دوسری طرف مسلم ممالک رمضان کے بہانے زبان کی عیاشیوں اور شکم پری میں بے حسی کے ساتھ مصروف ہیں۔

Scanned with CamScanner

خاندان کا انتشار عہد جدید کا سنگین مسئلہ

مولانا اسرار الحق قاسمیؒ

یہ عجیب بات ہے کہ موجودہ دور میں گلوبلائزیشن کا حوالہ دے کر یہ بات بڑے زور شور کے ساتھ اٹھائی جا رہی ہے کہ دنیا ایک گاؤں کی شکل میں تبدیل ہوگئی ہے، آج کی دنیا میں گھنٹوں کا سفر منٹوں میں اور دنوں و مہینوں کا سفر چند گھنٹوں میں طے کیا جاسکتا ہے، پورے دنیا میں اندرون ملک سفر کرنے کے لیے تیز رفتار گاڑیاں اور ٹرینیں ہیں جو بعض جگہ ۸۰ کلومیٹر اور بعض جگہ ۱۰۰ کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑتی ہیں، بعض ممالک میں سڑکوں کے کشادہ ہونے اور ٹریفک کے زیادہ ہونے کے سبب گاڑیاں ۱۵۰ کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑتی ہیں، اس کے علاوہ دور دراز کا جلدی سفر طے کرنے کے لیے ہوائی جہاز ہیں جو چند گھنٹوں میں ہزاروں کلومیٹر کا سفر طے کر لیتے ہیں، چنانچہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنا آج کے زمانہ میں انتہائی آسان ہے۔ جہاں تک تعلق رابطہ کا ہے وہ ان کی رفتار اور زیادہ ہے، ٹیلی فون کے ذریعہ پوری دنیا میں فوراً بات چیت کی جاسکتی ہے، فیکس، یوٹوب اور سوشل میڈیا کے ذریعہ چند لحات میں اپنے لکھے ہوئے پیغام یا دستاویز کو آناً فاناً کہیں بھی پہنچایا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ دنیا بھر میں ہر جگہ رابطہ انٹرنیٹ کے ذریعہ کیا جاسکتا ہے، خبریں اور دنیا بھر کے اہم واقعات کے بارے میں معلومات دینے کے لیے اخبارات کے علاوہ بہت سے ریڈیو اور ٹی وی چینل بھی ہیں اس تناظر میں ایسا لگتا ہے جیسا کہ دنیا سمٹ گئی ہو اور اس کا رقبہ کم ہوگیا ہو۔

گلوبلائزیشن کا تقاضہ تو یہ تھا کہ انسان ایک دوسرے کے بہت زیادہ نزدیک آجاتے اور نہ صرف اپنے بلکہ پرائے بھی ایک دوسرے کے قریب آجاتے، مگر معاملہ اس کے برعکس ہوا، اجنبی لوگ تو ایک دوسرے سے دور ہیں ہی اب اپنے بھی ایک دوسرے سے دور ہو گئے ہیں، یہ دوری صرف اس بنیاد پر ہی نہیں ہے کہ لوگوں نے اپنے گاؤں سے باہر دور دراز کے شہروں حتی کہ دور دراز کے ملکوں میں اپنا کاروبار شروع کر دیا۔ روزگار اور معاش کے استحکام کے لیے جب سے دوسرے شہروں اور ملکوں میں جانے کا رجحان پیدا ہوا تو کتنے ہی خاندان منتشر ہو گئے، باپ اگر ایک گاؤں میں ہے تو بیٹا سیکڑوں کلومیٹر دور کسی دوسرے شہر یا گاؤں میں آباد ہے، عرصہ تک نہ بیٹا ماں باپ کو دیکھ پاتا ہے اور نہ ماں باپ اپنے لخت جگر کو دیکھ پاتے ہیں کبھی کبھی تو والدین اور اولاد کے درمیان ملاقات کئی کئی سالوں کے بعد ہوتی ہے تو ایسے ہی بھائیوں و دیگر رشتہ داروں کے مابین فاصلوں میں اضافہ ہوا ہے۔ مادی ترقی نے اس سے بھی زیادہ یہ خطرناک صورت حال پیدا کر دی کہ بہت سے لوگ ایک ہی گاؤں اور ایک ہی شہر میں رہنے کے باوجود اپنے بھائیوں اور اپنے رشتہ داروں سے نہیں ملتے، ایسا لگتا ہے کہ ان کے درمیان محبت ختم ہوگئی ہے اور منافرت کی خلیجیں حائل ہوگئی ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے حقوق کی تکمیل نہیں کر پاتے، اسلام میں ہر سطح پر حقوق کا بڑا لحاظ کیا گیا ہے، حقوق چاہے پڑوسی کے ہوں، والدین کے ہوں، اولاد کے ہوں، بیوی اور شوہر کے ہوں یا اعزو اقارب کے ہوں، اسلام نے ہر ایک کے حقوق کو پورا کرنے پر زور دیا ہے، کیونکہ حقوق کی تکمیل بلا شک وشبہ آپس میں محبت قائم کرتی ہے اور حقوق کی تکمیل سے رشتے مضبوط تر ہوتے ہیں۔

خاندانی سطح پر محبت وسکون قائم کرنے کے لیے اسلام نے رشتہ داروں کے درمیان حقوق متعین کر دیے، تا کہ وہ ایک دوسرے کے حقوق کی تکمیل کر کے اپنے آپ کو متحد رکھ سکیں اور باہم اخوت و بھائی چارگی کا مظاہرہ کر سکیں، والدین اور اولاد کے درمیان زندگی کو پر سکون بنانے کے لیے اولاد پر والدین کا یہ حق رکھا گیا کہ وہ اپنے والدین کی خدمت کریں اور ان کی ضرورتوں کا خیال رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں ہم کیا خرچ کریں، ان سے کہہ دیجئے تم جو مال بھی خرچ کرو پس اس کے پہلے مستحق والدین ہیں (البقرہ: ۲۱۵) کوئی ایسی بات بھی کہنے سے منع کیا گیا جس سے والدین کو تکلیف پہنچے۔ ارشاد باری ہے ”اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو تم انہیں اف تک نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکیاں دو (بنی اسرائیل :۲۳) اس طرح والدین پر بھی اولاد کے حقوق متعین کیے گئے۔ چنانچہ فرمایا گیا مسلمانو! اپنے آپ کو اور گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ (تحریم :۶) میاں بیوی کے درمیان مودت ومحبت کو قائم رکھنے اور ان کے مابین زندگی کو پر سکون بنانے کے لیے دونوں کے ایک دوسرے پر حقوق رکھ دیے، شوہر کے فرائض میں یہ بات رکھ دی گئیں کہ وہ بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور عورتوں کے ساتھ نیک سلوکی کے ساتھ زندگی گزارو (النساء :۱۹) ایسے ہی بیوی کے فرائض میں یہ بات داخل کر دی گئی کہ وہ اپنے شوہر کی اطاعت گزار رہے اور اپنے شوہر کی امانتوں کی حفاظت کرے۔ ارشاد باری ہے پس جو نیک روش رکھنے والی عورتیں ہیں، وہ مرد کی اطاعت شعار ہوتی ہیں اور وہ مردوں کے پیچھے اللہ کی نگرانی میں ان کے حقوق اور امانتوں کی حفاظت کرتی ہیں (النساء :۳۴)

والدین اور اولاد، شوہر اور بیوی کے درمیان حقوق کے تعین کے ساتھ دیگر رشتہ داروں کے مابین بھی محبت اور خوشگوار زندگی کو قائم رکھنے کے لیے اسلام نے رشتہ داروں پر آپس میں حقوق متعین کیے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو اور قرابت کے رشتوں کو بگاڑنے سے بچو (نساء :۱) اس آیت سے سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ رشتوں میں بگاڑ ڈالنا بری بات ہے اس سے نہ صرف خاندانی زندگی منتشر ہوتی ہے، بلکہ طرح طرح کے مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں۔ رشتوں کو جوڑے رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ”اور (اصحاب عقل) ان رشتوں کو جوڑے رکھتے ہیں جن کو جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے“ (الرعد :۲۱)

اب سوال یہ ہے کہ رشتوں کو کس طرح جوڑے رکھا جائے اور رشتوں کو ٹوٹنے سے بچایا جائے، اس کا بہترین طریقہ خود باری تعالیٰ نے بیان فرمایا اور رشتہ داروں کا حق ادا کرو (بنی اسرائیل :۲۶) یعنی اگر رشتہ داروں کے حقوق ادا کیے جائیں تو کسی کو کسی سے شکایت کا موقع نہ ملے گا، سب ایک دوسرے سے خوش ہوں گے اور آپس میں بھائی چارہ کو قائم رکھیں گے، عام طور سے رشتوں کی باہمی ناراضگی کی جو وجوہات ہوتی ہیں، وہ حقوق کی ادائیگی نہ ہونے پر مبنی ہوتی ہیں، اسلیے قرآن کریم کی اس آیت میں رشتوں کو مضبوط بنانے کا انتہائی مؤثر طریقہ بتا دیا گیا۔

رشتہ داروں کو خوش رکھنے کے لیے رشتہ داروں سے محبت رکھنا ضروری ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”اے نبی کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس دعوت کا اپنے لیے کوئی صلہ نہیں چاہتا، مگر یہ کہ قرابت داروں میں باہمی مودت و محبت ہونی چاہئے (شوریٰ (۲۳) رشتہ داروں کی امداد بھی رشتہ داری کو مضبوط بناتی ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”خدا کی محبت میں اپنا مال رشتہ داروں پر خرچ کرو (البقرہ :۱۶۷) رشتہ داروں کی مدد اس وقت بھی کرنی چاہئے جب کہ رشتہ دار برا برتاؤ کریں، ارشاد باری ہے تم میں سے جو لوگ خوشحال ہیں اور وسعت رکھتے ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھا بیٹھیں کہ رشتہ داروں، محتاجوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کی مدد نہ کریں گے، ان کو چاہئے کہ عفو درگزر سے کام لیں، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کر دیں اور اللہ کی صفت یہ ہے کہ وہ معاف کرنے والا اور مہربانی فرمانے والا ہے (النور :۲۲)

پڑوسیوں کے حقوق

انسان کا اپنے ماں باپ، اولاد اور قریبی رشتہ داروں کے علاوہ ایک مستقل واسطہ اور تعلق ہمسایوں اور پڑوسیوں سے بھی ہوتا ہے اور اسکی خوشگواری اور ناخوشگواری کا زندگی کے چین وسکون پر اور اخلاق کے بناؤ بگاڑ پر بہت زیادہ اثر پڑتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیم و ہدایت میں ہمسائیگی اور پڑوس کے اس تعلق کو بڑی عظمت بخشی ہے اور اس کے احترام ورعایت کی بڑی تاکید فرمائی ہے، یہاں تک کہ اس کو جز و ایمانی اور داخلہ جنت کی شرط اور اللہ و رسول کی محبت کا معیار قرار دیا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اللہ کے خاص قاصد) جبرئیل پڑوسی کے حق کے بارے میں مجھے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) برابر وصیت اور تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ میں خیال کرنے لگا کہ وہ اس کو وارث قرار دیدینگے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم شریف)

مطلب یہ ہے کہ پڑوسی کے حق اور اس کے ساتھ اکرام ورعایت کا رویہ رکھنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبرئیل مسلسل ایسے تاکیدی احکام لاتے رہے کہ مجھے خیال ہوا کہ شاید اسکو وراث بنا دیا جائیگا یعنی حکم آجائیگا کہ کسی کے انتقال کے بعد جس طرح اسکے ماں باپ، اسکی اولاد، اور دوسرے اقارب اسکے ترکہ کے وارث ہوتے ہیں اسی طرح پڑوسی کا بھی اس میں حصہ ہوگا۔ عبدالرحمٰن ابن ابی قراد سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء فرمایا تو صحابہ آپ کے وضو کا استعمال پانی لے کر اپنے پر ملنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تمہارے لئے کیا باعث ومحرک ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ بس اللہ اور رسول کی محبت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جسکی یہ چاہت ہو کہ اس کو اللہ ورسول کی محبت نصیب ہو یا اس سے اللہ یا رسول کو محبت ہو تو اسے چاہئے کہ وہ ان تین باتوں کا اہتمام کرے (۱) بات کرے تو سچ بولے (۲) جب کوئی امانت اسکے سپرد کی جائے تو امانت داری کے ساتھ اسکو ادا کرے، اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا رویہ رکھے۔ (شعب الایمان للبیہقی)

حضرت ابوشریح عدوی سے روایت ہے کہ میں نے اپنے کانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا اور جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے تھے اس وقت میری آنکھیں آپ کو دیکھ رہی تھیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ اور یوم قیامت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے لازم ہے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ اکرام کا معاملہ کرے، اور جو اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے لازم ہے کہ اچھی بات بولے یا پھر چپ رہے۔ (صحیح بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ارشاد فرمایا کہ! خدا کی قسم وہ شخص مومن نہیں، خدا کی قسم اس میں ایمان نہیں خدا کی قسم وہ صاحب ایمان نہیں، عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون شخص (یعنی حضور کس بدنصیب شخص کے بارے میں قسم کے ساتھ ارشاد فرما رہے ہیں کہ وہ مومن نہیں اور اس میں ایمان نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ آدمی جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں سے مامون اور بے خوف نہ ہوں۔ (یعنی اب آدمی ایمان سے محروم ہے) حدیث کے الفاظ میں غور کر کے ہر شخص انداز کر سکتا ہے کہ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہوگا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب کا اندازہ کیا رہا ہوگا۔ بہر حال اس پر جلال ارشاد کا مدعا اور پیغام یہی ہے کہ ایمان والوں کیلئے لازم ہے کہ پڑوسیوں کے ساتھ ان کا برتاؤ اور رویہ ایسا شریفانہ رہے کہ انکی طرف سے بالکل مطمئن اور بے خوف رہیں ان کے دلوں دماغوں میں بھی انکے بارے میں کوئی اندیشہ اور خطرہ نہ ہو، اگر کسی مسلمان کا یہ حال نہیں ہے اور اسکے پڑوسی اس سے مطمئن نہیں ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اسے ایمان کا مقام نصیب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین (ماخوذ)

Scanned with CamScanner

موجودہ حالات کو بدلنے میں اپنا کردار ادا کیجئے

سراج الدین ندوی

ملت اسلامیہ آج نوع بنوع مسائل سے دوچار ہے،اس تناظر میں ملت کو چند ضروری کام انجام دینے ہیں۔
سب سے پہلا کام یہ ہے کہ ملت اسلامیہ اپنی بیماری کی شناخت کرے۔اس کے اسباب وعلل کا تجزیہ کرے۔ صحیح دوا کا استعمال اور مکمل پرہیز کا اہتمام کرے۔اسے یہ احساس ہوجائے کہ دنیا میں اسے دوسری قوموں کی بیماری دور کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ نہ صرف یہ کہ وہ خود صحت مند رہے بلکہ دوسرے بیماروں کے لیے بھی مسیحا بن کھڑی ہوجائے۔

آج ملت اسلامیہ اپنی حیثیت، اپنے مقام اور فرض منصبی کو بھول گئی ہے۔وہ عرفانِ ذات کی اس دولت سے محروم ہوگئی ہے جسے اقبال نے ''خودی'' سے تعبیر کیا تھا اور جس کے بارے میں حضرت علیؓ نے فرمایا تھا۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ (جس نے خود کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا) ملت کو اس کا اصل مقام ومنصب یاد دلایا جائے کہ اللہ نے اسے زمین میں اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے۔آج ہماری نئی نسل کرکٹ کے کھلاڑیوں کو خوب جانتی ہے۔ان کے ریکارڈ بھی رکھتی ہے مگر وہ امام غزالیؒ، علامہ ابن تیمیہؒ، بوعلی سیناؒ، فارابیؒ، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، مجدد الف ثانیؒ، سلطان صلاح الدین ایوبیؒ، محمد بن قاسمؒ کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ضرورت ہے کہ ہم نئی نسل کو اپنی تاریخ اور اپنے اسلاف کے کارناموں سے متعارف کرائیں تاکہ اس کا احساس کمتری بھی دور ہو اور اسے معلوم ہو کہ تہذیب وثقافت اور سائنس وٹکنالوجی ہماری میراث ہے اور اس میدان میں آج بھی ہمیں سب سے آگے پہنچنا ہے، ہر شخص اپنی اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرے۔خود اپنی ذات، اپنی فیملی، اپنے گھر، اپنے محلے، اپنے شہر اور اپنے ضلع کے بارے میں فکر کرے۔عملی پروگرام بنائے اور من حیث المجموع اپنے معاشرے کو اونچا اٹھانے کی کوشش کرے۔کسی بڑی پلاننگ کے بجائے، اگر ہر محلے کے لوگ یہ طے کرلیں کہ ان کے محلے کا ایک بچہ بھی ان پڑھ نہیں رہے گا۔آپ دیکھیں گے کہ دس سال میں ہمارے معاشرے کی کایا پلٹ جائے گی۔ہر شخص آل انڈیا یا آل ورلڈ تنظیم بنا کر کام کرنا چاہتا ہے۔اپنے محلے، اپنی بستی کو نظر انداز کردیتا ہے۔اس صورت حال کو تبدیل ہونا چاہیے۔ہم ملت اکیڈمی کے ذریعے اپنے گاؤں اور قرب وجوار میں جو کام کررہے ہیں اس کو بھی ایک مثال کے طور پر سامنے رکھا جاسکتا ہے۔

مدارس ومکاتب اپنے نصاب ونظام تعلیم میں تھوڑی سی تبدیلی کرلیں تو اس کے بڑے دوررس نتائج نکل سکتے ہیں۔مکاتب میں بچوں کو ناظرہ ودینیات اور اردو کے ساتھ اتنی ہندی، انگریزی اور ریاضی بھی پڑھا دی جائے کہ ان کا داخلہ پانچویں کلاس میں ہوجایا کرے۔اسی طرح بڑے مدارس جہاں عربی ادب، صرف ونحو، تفسیر، حدیث، فقہ، منطق، فارسی کی تعلیم دی جاتی ہے وہ فارسی کی جگہ انگریزی وہندی اور منطق کی جگہ سائنس پڑھانے لگیں تو اس کے بڑے دوررس اثرات ظاہر ہوں گے۔ ہمارے اسلاف نے فارسی کو داخل نصاب اس وقت کیا تھا جب یہ سرکاری زبان تھی۔اب ہماری زبان ہندی اور بین الاقوامی زبان انگریزی ہے تو ہمارے علماء کرام کو چاہیے کہ اپنے طلبہ کو یہ زبانیں سکھائیں۔اسی طرح منطق وفلسفے کے علوم کی تدریس کا رواج اس وقت ہوا جب یونانی فلسفہ ومنطق کے ذریعہ اسلام پر حملے کئے گئے تو ہمارے اسلاف نے انہیں کے علوم سیکھ کر ان کو جواب دیا۔آج سائنسی علوم کا دور ہے اور انہیں علوم کو سیکھ کر نہ صرف یہ کہ اسلام کا دفاع کیا جائے بلکہ اس کی حقانیت کو واضح کیا جائے۔

قرآن وحدیث کی تدریس بھی اس انداز سے ہو کہ موجودہ مسائل ومقتضیات کو قرآن وحدیث کی روشنی میں سمجھنے اور حل کرنے کی صلاحیت طلبہ میں پیدا ہو اور ان کی تعلیمات کو موجودہ حالات پر منطبق کیا جائے اسی طرح عربی ادب اور صرف ونحو کو محض رٹنے رٹانے کے بجائے ایک زندہ زبان کی حیثیت سے پڑھایا جائے۔

لڑکیوں کی تعلیم پر بہت کم توجہ دی جاتی ہے۔بعض دینی حلقوں میں انہیں جدید علوم پڑھانا غیر ضروری سمجھا جاتا ہے۔ یہ صورت حال نہایت تشویشناک ہے۔لڑکیوں کی تعلیم لڑکوں سے زیادہ ضروری ہے۔اس لیے کہ آگے چل کر انہیں کی گود میں بچے پروان چڑھتے ہیں۔رسول اللہ کے قائم کئے ہوئے معاشرے میں حضرت عائشہ سے مرد بھی مسئلے معلوم کرنے آیا کرتے تھے گویا کہ ایک خاتون کو اتنا علم سکھایا گیا تھا کہ وہ مردوں پر بھی فوقیت رکھتی تھیں۔ جب تک مسلم معاشرے میں خواتین کی حصے داری کو موثر نہیں بنایا جائے گا اس وقت تک اپنا رول ادا نہیں کرسکے گی اس وقت تک مسلم معاشرے کی گاڑی نہیں چل سکے گی۔

معاشی طور پر پس ماندگی کو دور کرنے کے لیے دوررس منصوبہ بندی اور عمل آوری کی ضرورت ہے۔اقلیتوں کے لیے بہت سی سرکاری اسکیمیں پاس ہوتی ہیں مگر ملت کے عوام کو نہ ان کا علم ہوتا ہے اور نہ ان سے استفادے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔ اس طرح کی اسکیموں اور ان سے استفادے کی خوب تشہیر کی جائے۔ ایک عام اندازے کے مطابق ہماری تعداد ہندوستان میں پچیس کروڑ ہے تقریباً ہر شخص صدقہ فطر ادا کرتا ہے اگر صدقہ فطر کی رقم 50 روپے مان لی جائے تو تقریباً 12/ارب روپے صرف صدقہ فطر کے نکلتے ہیں۔زکوۃ کی رقم صدقہ فطرے سے کئی گنا زیادہ نکلتی ہے۔گویا کہ اسی نوے ارب کی کثیر رقم مسلمان رمضان میں صدقہ فطر اور زکوۃ کے طور پر نکالتے ہیں۔ اگر اس رقم کو جمع اور خرچ کرنے کا اجتماعی اور منتظم بندوبست کرلیں، فقراء ومساکین، مدارس وطلبہ اور ضرورت مندوں کے وظائف کے ساتھ بے روزگاری دور کرنے کے لیے اس رقم کو خرچ کیا جائے اور ہر سال منصوبہ بند طریقہ سے کئی لاکھ لوگوں کو روزگار فراہم۔کیا جائے تو مسلمان بہت جلد معاشی طور پر مضبوط ہوجائیں گے۔تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جب زکوۃ کا اجتماعی نظم قائم کیا گیا تو مسلم معاشرے میں ایک شخص بھی مفلس اور بے روزگار نہ تھا لوگ اپنی زکوۃ لیے لیے پھرتے تھے مگر کوئی لینے والا نہ ملتا تھا کاش مسلمان آج بھی زکوۃ کا اجتماعی نظم قائم کرسکیں۔

وقت کی ایک اہم ضرورت یہ ہے کہ ہم مسلکی اختلافات کو فروعات کا درجہ دیں۔انہیں اصول کا درجہ نہ دیں۔ اصولی طور پر ملت اسلامیہ ایک جسد واحد کی مانند ہے۔ہمارے اندر کشادہ دلی، توسع، وسعت ظرف ونظر ہو۔ ایک دوسرے کی رائے کو محترم سمجھیں۔مشترک مسائل مل جل کر حل کرنے کی اسپرٹ پیدا کریں ایسے مواقع پر اپنی انا کو آڑے نہ آنے دیں۔ملت ہماری اپنی ذات ہماری سوچ، ہمارے مسلک، ہماری جماعت، ہمارے مکتب فکر سے زیادہ اہم ہے اس لیے ملت کے لیے اپنی ذاتی اور مسلکی مفادات کو قربان کردینے کی عادت ڈالنی چاہیے۔اجتماعی مفادات کو ذاتی مفادات پر ترجیح دینے کا مزاج بنانا چاہیے۔

اقتدار ایک ایسی طاقت ہے جس کے ہاتھ میں ملک کی لگام ہوتی ہے۔اس لیے اقتدار اور ملکی سیاست پر اثر انداز ہونا ضروری ہے۔ملت کا اپنا ایک Political Setup ضرور ہونا چاہیے۔موجودہ حالات میں یہ مناسب نہیں کہ مسلمانوں کی اپنی ایک سیاسی پارٹی ہو اور نہ ہی یہ مفید ہے البتہ ان کا اپنا ایک Group ضرور ہونا چاہئے۔ملت کے قائدین کو یہ طے کرنا ہوگا کہ سیاسی دنیا میں ان کا وزن اور وقار کس طرح بلند ہوسکتا ہے اور ملکی سیاست پر وہ کس طرح اثر انداز ہوسکتے ہیں؟ اس کے لیے انہیں اپنی پسند وناپسند کا معیار بدلنا ہوگا اور ملت کے لئے اپنی پسند کی قربانی دینا ہوگی۔

ہماری ایک بڑی کمزوری یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کے لیے مسائل پیدا کرتے ہیں۔کسی کی ترقی ہماری آنکھ کو نہیں بھائی۔اسے نیچے کھینچ لانا، اس کی راہوں میں رکاوٹیں کھڑی کرنا ہمارا مزاج بن گیا ہے۔یہ مزاج ہمیں بدلنا ہوگا۔نہ صرف یہ کہ دوسروں کی ترقی پر خوش ہونا بلکہ لوگوں کو اوپر اٹھانے کو اپنا شیوہ بنانا ہوگا۔کم از کم یہ مزاج تو بنانا ہی ہوگا کہ اگر ہم کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے تو اپنی ذات سے کسی کو نقصان تو نہ پہنچائیں۔

ایک اہم کام یہ ہے کہ ہماری ملت مختلف رسوم وخرافات میں مبتلا ہے۔اس کا قیمتی وقت اور پیسہ لایعنی رسموں کی ادائیگی میں صرف ہورہا ہے۔ملت کو ان خرافات ورسوم سے نکال کر اسراف وفضول خرچی سے بچایئے۔شادی بیاہ کی فضول رسمیں، تیوہار وتقریبات کی غیر اسلامی شکلیں لایعنی وفضول دعوتیں، ان سب میں ملت کا قیمتی سرمایہ اور وقت ضائع ہوتا ہے۔یہی سرمایہ اور وقت اگر ملت کے مثبت، ایجابی اور تعمیری کاموں میں خرچ ہو تو اس سے ملت کے بہت سے تشنہ اور ضروری کام پایہ تکمیل کو پہنچ سکتے ہیں۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۱۰۴/۲۰۹۹/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ دملہ، ضلع مدھوبنی)

محبوبہ خاتون بنت محمد مصطفیٰ مقام وپوسٹ کٹیا بلاک بینی پٹی ضلع مدھوبنی۔۔۔فریق اول

بنام

محمد وارث ولد محمد سلیم مقام بکھوال پوسٹ مریٹھا بلاک جالے ضلع دربھنگہ۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول ''محبوبہ خاتون بنت محمد مصطفیٰ'' نے آپ فریق دوم محمد وارث ولد محمد سلیم'' کے خلاف دارالقضا امارت شرعیہ ''مدرسہ اسلامیہ محمود العلوم دملہ'' مدھوبنی میں تقریبا دو سال سے غائب مفقود الخبر ہونے اور جملہ حقوق بشمول نان ونفقہ وحق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعوی دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع دارالقضا کو دیں۔اور آئندہ تاریخ ساعت ۱۴/شوال المکرم ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۴/اپریل ۲۰۲۴ء روز ''بدھ'' کو آپ خود مع شواہد وثبوت بوقت ۹/بجے دن دارالقضاء ''دملہ'' میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کردیا جائے گا۔فقط۔قاضی شریعت

اعلان داخلہ

دارالعلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ رضا نگر گون پورہ پھلواری شریف پٹنہ، صوبہ بہار کا ایک عظیم دینی وتعلیمی ادارہ ہے جہاں شعبہ حفظ کے علاوہ درجہ اعدادیہ سے لے کر دورۂ حدیث شریف (فضیلت) تک معیاری تعلیم ہوتی ہے، تعلیم کے ساتھ ساتھ طلبہ کی تربیت پر پوری توجہ دی جاتی ہے، یہاں سے پڑھ کر طلبہ ملک وبیرون ملک دینی خدمات میں سرگرم عمل ہیں۔

ہر سال کی طرح امسال بھی اس ادارے میں 10 اور 11 رشوال المکرّم 1445ھ روز سنیچر اور اتوار کو تمام درجات میں داخلہ کیلئے امتحان ہوگا لہٰذا داخلہ کے خواہش مند طلبہ وقت مقررہ پر پہنچ کر داخلہ لے سکتے ہیں۔

نوٹ: قدیم طلبہ 13 /شوال 1445ھ روز منگل تک اپنے داخلہ کی کاروائی مکمل کرالیں، نیز داخلہ کے وقت اپنے گارجین کو ضرور ساتھ لائیں۔

مدرسہ میں موبائل رکھنے پر سخت پابندی ہے

Scanned with CamScanner

دمہ: اسباب، احتیاطی تدابیر اور علاج

عطاء الرحمن

سانس کی نالیوں میں خرابی یا پھیپھڑوں کی نالیوں کے باریک ہونے کے سبب سانس لینے میں تکلیف کے مرض کو دمہ کہا جاتا ہے۔ دمہ ایک ایسا مرض ہے جس کے سبب انسان قسطوں میں مرتا ہے۔ دمہ کے شناخت کی کئی علامتیں ہیں۔ جیسے: سانس لیتے وقت سیٹی کی آواز آنا، کھانسی، سانس پھولنا، سینے کا درد، نیند میں بے چینی یا پریشانی ہونا، تھکان اور بچوں کو دودھ پینے میں تکلیف ہونا وغیرہ۔ اندرونی وبیرونی الرجی، دھول مٹی، موسم کی تبدیلی اور سانس کی نالیوں میں انفیکشن کے سبب استھما (Asthama) اور بیڑی سگریٹ کے استعمال اور ہوائی آلودگی سے ہوتی ہے۔

دمہ کے خاتمے کے لیے کوئی مخصوص علاج نہیں ہے مگر اسے مزید بڑھنے سے روکا جا سکتا ہے۔ جسمانی جانچ اور میڈیکل ٹیسٹ کے ذریعے سے استھما کی پہنچان ہوتی ہے۔ خون کی جانچ، ایکسرے، خون میں آکسیجن کے مقدار کی جانچ، پھیپھڑوں کی حرکت کی جانچ، اسپائرومیٹری اور الرجی ٹیسٹ کے ذریعے دمہ کی تصدیق کی جاسکتی ہے۔

دمہ کی روک تھام دو طریقوں سے کی جاسکتی ہے۔ ایک علاج اور دوسرے تدبیر۔ تدبیر یہ ہے کہ مریض کو اپنے روزمرہ کے معمولات تبدیل کرنا ہوں گے۔ اگر وہ کسی بھی قسم کے نشے کا عادی ہو تو فوراً اسے چھوڑ دیں، بیڑی سگریٹ، شراب، تمباکو، نشہ آور ادویات کے استعمال سے پرہیز کریں، دھول مٹی اور ہوائی آلودگی سے بچیں اور موسم کی تبدیلی سے نقصان ہوتا ہو تو اس کے لیے تحفظی اقدامات اختیار کریں۔ ساتھ ہی ایک بات یہ بھی ذہن نشین رہے کہ نہ صرف بیڑی سگریٹ چھوڑنا ہے بلکہ نشہ کرنے والوں یا بیڑی سگریٹ کے شوقین افراد کی صحبت سے بھی بچنا ہوگا کیوں کہ بیڑی سگریٹ کا پینا جتنا نقصان دہ ہے اتنا ہی اس کا دھنواں دوسروں کے لیے مضر۔ بعض گھرانوں میں بچوں سے بیڑی سگریٹ منگوانے کا رجحان ہے جس کے سبب نسلاً در نسلاً اہل خانہ سگریٹ کے عادی بنتے ہیں، ساتھ ہی اس کے دھنویں کے نقصانات سے گھر کے تمام افراد متاثر ہوتے ہیں۔ بلکہ بعد نوزائیدہ بچوں میں یہ شکایت والدین کی خراب عادت کی وجہ سے ہوتی ہے۔

دمہ کے علاج کے لیے سب سے زیادہ دو چیزیں استعمال ہوتی ہے۔ ایک MDI یعنی میٹرڈ ڈوز انہیلرس اور دوسرے پاؤڈر انہیلر یا روٹا کیپ۔ ان دوائیوں میں امید افزا بات یہ ہے کہ ان کا کوئی سائڈ ایفیکٹ نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے کہ انہیلرس) دمہ کا پمپ (کی بہت کم مقدار خون میں شامل ہوتی ہے۔ سانس کی نالی جس جگہ خراب ہوتی ہے یہ دوائیں اسی جگہ اثر انداز ہوتی ہے۔ انہیلرس سانس کی نالیوں کو مزید خراب ہونے سے روکتے ہیں۔ اگر انہیلرس بند کر دیے جائیں اور فوری طور پر آرام کے لیے گولی وانجیکشن کا استعمال بار بار کیا جائے جسے اسٹیدرائیڈ (Steroid) کہا جاتا ہے، تو ذہن نشین رہے کہ یہ دوائیاں خون میں شامل ہو کر مزید نقصان کا سبب بنتے ہے جیسے: ہڈیوں کمزور ہونا، دیگر اعضائے جسمانی کا متاثر ہونا وغیرہ۔ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ یہ دوائیاں کام کرنا بند کر دیتی ہے اور مریض دمہ کے آخری درجے میں چلا جاتا ہے، اب ایسی صورت میں کوئی بھی دوائی کارگر ثابت نہیں ہوگی۔ یہ صورت پیدا نہ ہو اس کے لیے ڈاکٹرس انہیلرس کے استعمال پر خصوصی توجہ دیتے ہیں۔ مگر لاعلمی اور کم علمی کے سبب بہت سے مریض انہیلرس کو نقصان دہ اور مضر تصور کرتے ہیں۔ نیم حکیم خطرۂ جاں کے مصداق چند ڈاکٹرس بھی مریضوں سے یہ کہہ دیتے ہیکہ ان دوائیوں کی آپ کو عادت ہو جائے گی جس سے مزید نقصان ہوگا۔ جبکہ انہیلرس کا کوئی مضر پہلو اب تک سائنسدانوں اور ریسرچ ورکرس کے سامنے نہیں آیا ہے۔ جس طرح سے ہمیں روزآنہ کھانے کی عادت، نہانے کی عادت اور لباس تبدیل کرنے کی عادت ہیں، ان عادتوں کے نقصانات نہیں بلکہ فوائد ہیں۔ اسی طرح مذکورہ دوائیوں کے بھی نقصانات نہیں ہے بلکہ ان دوائیوں کے ذریعے سے استھما کو مزید بڑھنے سے روکا جاسکتا ہے اور مریض کی تکلیف کم ہوتی ہے۔

راقم کے مشاہدے میں یہ بات ہے کہ کئی مریضوں نے کسی کم علم کے کہنے پر دوائیوں اور INHALERS کا استعمال بند کر دیا تھا، انھیں میں نے ہاسپٹل میں آخری وقت یہ کہتے ہوئے پایا کہ کاش!! میں نے انہیلرس بند نہ کئے ہوتے۔ مگر اب اس احساس کے بیدار ہونے سے کیا فائدہ؟؟ کیوں کہ انسانی جسم کا یہ قدرتی قانون ہے کہ جو عضو ایک دفعہ خراب ہو گیا وہ دوبارہ پہلی صورت میں نہیں آسکتا جیسے آنکھوں کی بینائی کم ہو جانا، دل کا بڑا ہونا، کڈنی فیل ہو جانا، پھیپھڑے خراب ہو جانا یا کسی عضو کا بدن سے معطل ہو جانا وغیرہ وغیرہ۔ البتہ اعضائے انسانی کو دوائیوں اور احتیاطی تدابیر کے ذریعے مزید خراب ہونے سے روکا جا سکتا ہے۔

1998 سے ہر سال مئی کے پہلے منگل کو پوری دنیا میں Global AsthamaForInitiative کی جانب سے "استھما ڈے" منایا جاتا ہے۔ پوری دنیا میں اس دن مختلف کمپنیاں، سینٹرس اور سماجی فلاح وبہبود کے ادارے عوام میں دمہ کے متعلق ضروری باتیں لیکچرز، پمفلٹ، کانفرسوں اور سمیناروں کے ذریعے پیش کرتی ہیں تاکہ عوام وخواص میں اس مرض کے متعلق بیداری پیدا ہو اور ہر کوئی اس سے بچنے کی حتی الامکان کوشش کریں۔ نوٹ: راقم خود 2008ء سے ایز اے فارماسسٹ اپنی خدمات انجام دے رہا ہے۔ اس مضمون میں موجود تمام باتوں کی تصدیق شہر مالیگاؤں کے معروف ایم ڈی چیسٹ فیزیشین ڈاکٹر سچن جین صاحب نے کی۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

سی اے اے: سپریم کورٹ نے مرکز کو جاری کیا نوٹس

سپریم کورٹ نے سی اے اے سے متعلق داخل عرضیوں پر 19 مارچ کو سماعت کی اور پھر اس معاملے میں مرکز کی مودی حکومت کو نوٹس جاری کر تین ہفتہ کے اندر جواب مانگا ہے۔ ساتھ ہی اس معاملے میں آئندہ سماعت کے لیے 9 اپریل کی تاریخ مقرر کی ہے۔ حالانکہ سپریم کورٹ نے سی اے اے پر اسٹے لگائے جانے سے متعلق عرضی دہندگان کا مطالبہ منظور نہیں کیا۔ یعنی سی اے اے پر فی الحال روک لگانے سے عدالت عظمیٰ نے انکار کر دیا ہے۔

بہار میں 7 مراحل میں ہوں گے انتخاب

الیکشن کمیشن نے سات مراحل میں انتخاب کرانے کا فیصلہ کیا ہے، بہار میں لوک سبھا کی 40 سیٹیں ہیں اور 4 سیٹوں پر پہلے مرحلہ میں، 5-5 سیٹوں پر دوسرے مرحلہ، تیسرے، چوتھے وپانچویں مرحلہ میں اور 8-8 سیٹوں پر چھٹے وساتویں مرحلہ میں ووٹ ڈالے جائیں گے۔ الیکشن کمیشن نے لوک سبھا کی سبھی 543 سیٹوں پر ڈالے گئے ووٹوں کی گنتی 4 جون کو کرنے کا اعلان کیا ہے، آیئے نیچے دیکھتے ہیں کہ مرحلہ وار بہار میں کی کس سیٹ پر کب ووٹ ڈالے جائیں گے۔
پہلا مرحلہ (19 اپریل): اورنگ آباد، گیا، نوادہ، جموئی۔ **دوسرا مرحلہ (26 اپریل):** کشن گنج، کٹیہار، پورنیہ، بھاگلپور، بانکا۔ **تیسرا مرحلہ (7 مئی):** جھنجھارپور، سپول، اررریہ، مدھے پورہ، کھگڑیا۔ **چوتھا مرحلہ (13 مئی):** دربھنگہ، اجیارپور، سمستی پور، بیگوسرائے، مونگیر۔ **پانچواں مرحلہ (20 مئی):** سیتامڑھی، مدھوبنی، مظفرپور، سارن، حاجی پور۔ **چھٹا مرحلہ (25 مئی):** بالمیکی نگر، مغربی چمپارن، مشرقی چمپارن، شیوہر، ویشالی، گوپال گنج، سیوان، مہاراج گنج۔ **ساتواں مرحلہ (یکم جون):** نالندہ، پٹنہ صاحب، پاٹلی پترا، آرہ، بکسر، سہسرام، کاراکٹ، جہان آباد۔

سپریم کورٹ کی نگرانی میں لوک سبھا انتخابات کرانے کا مطالبہ

ترنمول کانگریس کے سینئر لیڈر اور رکن پارلیمنٹ ڈیرک او برائن نے کہا ہے کہ پارٹی چاہتی ہے کہ لوک سبھا انتخابات کی نگرانی سپریم کورٹ کرے کیونکہ بھارتیہ جنتا پارٹی کی چالیں الیکشن کمیشن جیسے اداروں کو تباہ کر رہی ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ کیا بی جے پی عوام کا سامنا کرنے سے اتنی ڈرتی ہے کہ وہ الیکشن کمیشن کو اپنی پارٹی کے دفتر میں تبدیل کر رہی ہے؟ انہوں نے کہا ہے "بی جے پی کی گندی چالیں الیکشن کمیشن آف انڈیا (EIC) جیسے اداروں کو تباہ کر رہی ہیں۔

پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں دو روپے فی لیٹر کی کمی

مرکزی حکومت نے لوک سبھا انتخابات سے قبل اور انتخابی ضابطہ اخلاق کے نفاذ سے قبل پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں 2 روپے فی لیٹر کی کمی کی۔ پٹرولیم اور قدرتی گیس کی وزارت کے نوٹیفکیشن کے مطابق "پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں کمی سے صارفین کے پاس اخراجات کے لئے زیادہ پیسہ رہے گا اور 58 لاکھ سے زیادہ بھاری سامان کی گاڑیوں، 6 کروڑ کاروں اور 27 کروڑ دو پہیہ گاڑیوں کے آپریٹنگ اخراجات میں کمی آئے گی۔

بہار کابینہ میں توسیع، بی جے پی سے 12 اور جنتا دل یو سے 9 وزراء نے لیا حلف

لوک سبھا انتخاب کے شیڈول کا اعلان ہونے سے ٹھیک ایک دن پہلے نتیش کمار کی قیادت والی بہار کی این ڈی اے حکومت نے کابینہ توسیع کرتے ہوئے اپنے وزراء کی تعداد 30 کر لی۔ بی جے پی کی طرف سے 12 اور جنتا دل یو کی طرف سے 9 لیڈروں نے وزارتی عہدہ کا حلف لیا۔ اس سے قبل وزیر اعلیٰ نتیش کمار سمیت 9 لوگوں نے وزارتی عہدہ کا حلف لیا تھا۔ اسمبلی کوٹہ سے ایم ایل سی منگل پانڈے، ہری سہنی، نامزد ایم ایل سی جنک رام، روہتاس-کیمور ریجنل اتھارٹی سے ایم ایل سی سنتوش کمار سنگھ اور پورنیہ-اررریہ-کشن گنج ریجنل اتھارٹی کے ایم ایل سی ڈاکٹر دلیپ جیسوال اب کابینہ کے رکن ہیں۔ یہ سبھی بی جے پی سے تعلق رکھتے ہیں۔ جنتا دل یو کی طرف سے وزیر اعلیٰ نتیش کمار تو تھے ہی، اب ایم ایل سی ڈاکٹر اشوک چودھری بھی کابینہ میں ہیں۔ ان کے علاوہ پہلے سے کابینہ میں ہم-سیکولر کے سنتوش کمار سمن بھی ایم ایل سی ہیں۔

سپریم کورٹ نے متھرا شاہی عیدگاہ مسجد کمیٹی کی درخواست نامنظور کیا

سپریم کورٹ نے متھرا کے شاہی عیدگاہ مسجد تنازعہ میں مسجد کمیٹی کی اس عرضی کو مسترد کر دیا، جس میں الہ آباد ہائی کورٹ کے حکم کو چیلنج کیا گیا تھا۔ عرضی میں الہ آباد ہائی کورٹ کے اس حکم کو چیلنج کیا گیا ہے، جس میں اس نے تنازعہ سے متعلق 15 مقدمات کو ایک ساتھ چلانے کی ہدایت دی تھی۔ الہ آباد ہائی کورٹ نے کہا تھا کہ یہ تمام کیس ایک ہی نوعیت کے ہیں اور اسی طرح کے شواہد کی بنیاد پر فیصلہ کیا جاتا ہے، اس لیے عدالت کا وقت بچانے کے لیے ان تمام مقدمات کو ایک ساتھ سننا بہتر ہوگا۔

Volume:64/74,Issue:13 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

سمجھنے ہی نہیں دیتی سیاست ہم کو سچائی
کبھی چہرہ نہیں ملتا کبھی درپن نہیں ملتا
(نامعلوم)

امارت شرعیہ ملت کا قیمتی اثاثہ، اس کا استحکام ہر مسلمان کے لئے ضروری: اہل خیر حضرات دل کھول کر تعاون کریں: محمد شبلی القاسمی

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے قائم مقام ناظم حضرت مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے اپنے ایک بیان میں امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ اوراس کی خدمات کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے۔اس کا دائرہ محض عبادات ومعاملات تک محدود نہیں ہے بلکہ زندگی کے تمام شعبوں اور گوشوں پر محیط ہے۔ یہ انسانوں کی روحانی اور اخلاقی تربیت کر کے چھوڑ نہیں دیتا؛ بلکہ ان کی معاشرتی اور اجتماعی زندگی سے بھی بحث کرتا ہے اوراس کے لیے اپنے خاص احکام واصول رکھتا ہے، اس لیے کسی مسلمان کے لیے یہ ہرگز جائز نہیں ہے کہ وہ انفرادی زندگی میں خدا کے احکام کی پیروی کرے مگر اجتماعی زندگی میں من مانی اور خود رائی کی راہ اختیار کرے، ایسی زندگی کسی طرح بھی اسلامی زندگی نہیں کہی جاسکتی۔جس اسلام نے خالص عبادات جیسے اعمال کو بھی ایک خاص نظم اور ڈسپلن کے ساتھ ادا کرنے کا حکم دیا ہو، وہ اجتماعی زندگی میں انتشار اور خودسری کو کیسے برداشت کرسکتا ہے، اسلام کا یہ خاص وصف ہے، جو اسے سارے ادیان و مذاہب سے ممتاز کرتا ہے کہ اس کے جملہ احکام میں اجتماعیت کی روح کارفرما ہے۔اسلام کی یہی وہ خصوصیت ہے جس نے عرب کے وحشی اور پشتہا پشت تک لڑنے والے قبائل میں اخوت و ہمدردی کا بے پناہ جذبہ پیدا کردیا اور ایک ایسی طاقت بنادیا جس کو قرآن پاک کے بلیغ الفاظ میں بنیان مرصوص (سیسہ پلائی ہوئی دیوار) سے تعبیر کیا گیا ہے، لہذا اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ دنیا میں تنظیم واتحاد اور طاقت وقوت کا اصل سرچشمہ اسلام کی بتائی ہوئی جماعتی زندگی میں پوشیدہ ہے، اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ جماعتی زندگی کا تصور مرکز کے بغیر نہیں کیا جاسکتا۔

اسلامی حکومتوں میں یہ مرکزیت خلیفہ یا حکمرانوں کو حاصل ہوتی ہے، جس کے ذریعہ اسلام کے تمام اجتماعی احکام وقوانین جاری ونافذ ہوتے ہیں اور سارے مسلمان اس کی اطاعت کرتے ہوئے ایک اجتماعی نظام میں منسلک رہتے ہیں۔اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جہاں قوت واقتدار مسلمانوں کے ہاتھ میں نہ ہو تو کیا ایسے ملک میں وہ سارے احکام وقوانین جو مسلمانوں کی اجتماعی زندگی سے متعلق ہیں ترک کردیئے جائیں گے؟ نہیں، ہرگز نہیں؛ بلکہ ایسی صورت میں اسلامی شریعت کی رو سے مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اپنے میں سے کسی صالح، دیندار اور لائق شخص کو اپنا امیر (شرعی سردار) منتخب کرلیں اوراس کے ذریعہ ممکن حد تک تمام شرعی امور کا اجراء ونفاذ عمل میں لائیں اور امیر کی اطاعت کا جو حکم دیا گیا ہے، اسے پورا کریں۔

۱۸۵۷ء کے بعد مغلیہ سلطنت کے زوال کے ساتھ ہی مسلمانوں کے اقتدار کا خاتمہ ہوگیا تو علمائے کرام اور دردمندان ملت اس نازک وقت میں مسلمانوں کی شیرازہ بندی کی طرف متوجہ ہوئے اور بیسویں صدی کے شروع ہوتے ہی تحریک آزادی نے پورے ملک میں ایک عام بیداری کی لہر پیدا کردی۔ 1919ء میں امارت شرعیہ فی الہند کے قیام کی تجویز منظر عام پر آئی۔حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد جو جمعیۃ علماء ہند کے بانی بھی تھے اوراس وقت جمعیۃ علماء ہند کے ناظم اعلیٰ تھے، اس تجویز کے زبردست محرک ہوئے اور جملہ اکابر علماء کی تائید آپ کو حاصل ہوئی، لیکن بعض اسباب کی بنا پر کل ہند امارت شرعیہ کا قیام عمل میں نہ آسکا تو حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد نے صوبائی سطح پر اس کے قیام کی کوشش شروع کردی اور پوری قوت سے اس دینی فریضہ کی طرف علماء کو متوجہ کیا اور اجتماعی نظام کے قیام کی دعوت دی۔ بالآخر ۱۹۲۱ء میں اللہ تعالیٰ نے اس کوشش کو کامیاب فرمایا اور امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد، قطب دوراں حضرت مولانا سید شاہ محمد علی مونگیری سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر، بدرالکاملین حضرت مولانا سید شاہ بدرالدین قادری سجادہ نشین خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف کی تائید وحمایت سے ۱۹؍شوال المکرّم ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۶؍جون ۲۹۲۱ء کو امارت شرعیہ (بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ) کا قیام عمل میں آیا۔ہجری سنہ کے اعتبار سے ۱۴۳۹ھ میں تنظیم نے اپنے قیام کے ایک سو(۱۰۰) سال پورے کرلیے اور اب الحمد للہ یہ عظیم دوسری صدی میں داخل ہوگئی ہے۔الحمد للہ یہ شرعی تنظیم موجودہ امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم کی جرات مندانہ قیادت و امارت میں مسلمانوں کو منظّم ومتحد رکھنے اور نظام شرعی کے قیام اور تحفظ مسلمین کے لیے مسلسل کوشش کررہی ہے۔ پورے یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اسلام جس اجتماعی زندگی کا مسلمانوں سے مطالبہ کرتا ہے، موجودہ دور میں امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ اس کی بہترین عملی شکل ہے۔

امارت شرعیہ کے تمام شعبہ جات بہتر طور پر اپنا فریضہ انجام دے رہے ہیں بلکہ اس کا دائرہ بڑھا ہے افرادکار بڑی تعداد میں بحال ہوئے، نئے کئی شعبہ جات قائم ہوئے، غریبوں محتاجوں اور یتامی کی داد رسی کا کام مستقل جاری ہے، تحفظ مسلمین کا عمل مضبوطی سے انجام دیا جارہا ہے۔قدرتی آفات، حادثات اور مشکل حالات میں بڑے پیمانے پر ریلیف کا کام برابر ہوتا ہے، ابھی بھی کئی علاقوں میں آتش زدگان کے درمیان راحت رسانی کا کام ہورہا ہے، کئی نئے تعلیمی ادارے اور اسکول کھلے ہیں اس سال بھی کھل رہے ہیں، کئی مقامات پر نئے ہاسپٹل کا کام شروع ہونا ہے گذشتہ چند سالوں میں درجنوں نئے دارالقضاء قائم ہوئے اوراس سال بھی بڑے پیمانے پر نئے دارالقضاء کے قیام کا منصوبہ ہے اور یہ سارے کام عام مسلمانوں کے تعاون اور ان کی دعاؤں سے انجام پارہے ہیں، اس کیلئے ابتداء ہی سے بیت المال کا نظام حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد علیہ الرحمہ نے قائم فرمایا، جواب بھی بحمد اللہ قائم ہیں اور اللہ کے فضل سے امارت شرعیہ کے بیت المال کے نظام پر عام مسلمانوں کا اعتماد بحال ہے، رمضان کے مقدس مہینہ میں اہل خیر حضرات اپنی زکوۃ وصدقات کی ادائیگی کا اہتمام کرتے ہیں اس کے علاوہ صدقات نافلہ اور عطیات کی بڑی رقم دینی ملی، سماجی، فلاحی اور تعلیمی ضرورت کی تکمیل کیلئے خرچ کرتے ہیں۔امارت شرعیہ کے بیت المال کا ہمیشہ خیال رکھا گیا ہے اس سال بھی تمام اہل خیر حضرات سے گذارش ہے کہ امارت شرعیہ کے علماء اور محصلین آپ کی خدمت میں پہونچیں گے تو بیت المال کا دل کھول کر تعاون کریں اور اگر کہیں یہ حضرات نہ پہونچ سکیں اور امارت شرعیہ کے اکاؤنٹ میں اپنی رقم ڈال کر عنداللہ ماجور وممنون ہوں۔اکاؤنٹ نمبرات یہ ہیں۔

A/C Name
IMARAT SHARIAH
A/C NO. 918020107701035
IFSC Code: UTIB0003615
Bank Name: AXIS BANK
BRANCH:PHULWARISHARIF,PATNA

A/C.Name
BAITULMAL IMARAT SHARIAH
A/C.NO. 0324010100000318
IFSC Code: JAKA0SHARIF
Bank Name: J & K BANK
BARANCH:PHULWARISHARIF,PATNA

◯ ☆اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔ **رابطہ اور واٹس آپ نمبر 9576507798**
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168, Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ **www.imaratshariah.com** پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ (**محمد اسعداللہ قاسمی منیجر نقیب**)

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421,9304022690